میثم قادری
میثم قادری

# خصائصِ کنز الایمان

مصنفہ

علامہ عبدالحکیم خاں اختر مجددی مظہری شاہجہانپوری

شائع کردہ

جماعت اہلسنّت (پاکستان) والٹن لاہور کینٹ

# خصائصِ کنزالایمان

مصنّفہ

علامہ عبدالحکیم خاں اختر مجدّدی مظہری شاہجہان پوری




شائع کردہ

جماعت اہلسنّت (پاکستان) والٹن لاہور کینٹ

پاکستان

بانی وسرپرست :- علامہ عبدالحکیم خاں اختر شاہجہان پوری مظہری

نام کتاب ـــــــــ خصائصِ کنزالایمان

نام مُصنّف ـــــــــ علامہ اخترِ شاہجہان پوری

کتابت ـــــــــ محمد طارق رانا

صفحات ـــــــــ ۵۶

اشاعت بار اوّل ـــــــــ ۱۴۰۸ھ / ۱۹۸۸ء

اشاعت بار دوم ـــــــــ ۱۴۱۱ھ / ۱۹۹۱ء

مطبوعہ ـــــــــ شرکت پرنٹنگ پریس لاہور

قیمت ـــــــــ دعائے خیر بحقِ معاونین

نوٹ : اراکین کے علاوہ دوسرے حضرات ۴ روپے کے ڈاک ٹکٹ بھیجکر مفت حاصل کریں۔

رابطہ کا پتا

مصطفیٰ لائبریری فاروق کالونی

والٹن لاہور کینٹ ۵۸۲۰۶۵۹

# حیاتِ امام احمد رضا

## ـــــ ماہ و سال کے آئینے میں

| | |
|---|---|
| ۱۔ ولادتِ باسعادت محلہ جسولی بریلی بھارت | ۱۰ شوال ۱۲۷۲ھ / ۱۴ جون ۱۸۵۶ء |
| ۲۔ ختمِ قرآنِ کریم بعمر چار سال | (بعمر ۴ چار) ۱۲۷۶ھ / ۱۸۶۰ء |
| ۳۔ پہلی تقریر بعمر ۶ سال (میلادِ رسولِ مقبول) | ربیع الاوّل ۱۲۷۸ھ / ۱۸۶۱ء |
| ۴۔ پہلی عربی تصنیف شرح ہدایۃ النحو (بعمر ۸ سال) | ۱۲۸۵ھ / ۱۸۶۸ء |
| ۵۔ دستارِ فضیلت | شعبان ۱۲۸۶ھ / ۱۸۶۹ء (بعمر تیرہ ۱۳ سال، دس ماہ، پانچ دن) |
| ۶۔ آغاز فتویٰ نویسی بعمر ۱۳ سال ۱۰ ماہ | ۱۴ شعبان ۱۲۸۶ھ / ۱۸۶۹ء |
| ۷۔ آغاز درس و تدریس | ۱۲۸۶ھ / ۱۸۶۹ء |
| ۸۔ ازدواجی زندگی | (بعمر ۱۸ سال) ۱۲۹۱ھ / ۱۸۷۴ء |
| ۹۔ فرزند اکبر مولانا محمد حامد رضا خاں کی ولادت | ربیع الاوّل ۱۲۹۲ھ / ۱۸۷۵ء |
| ۱۰۔ فتویٰ نویسی کی مطلق اجازت | ۱۲۹۳ھ / ۱۸۷۶ء |
| ۱۱۔ بیعت و خلافت بعمر ۲۱ سال | ۱۲۹۴ھ / ۱۸۷۷ء |
| ۱۲۔ پہلی اردو تصنیف | ۱۲۹۴ھ / ۱۸۷۷ء |
| ۱۳۔ پہلا حج اور زیارت حرمین شریف | ۱۲۹۵ھ / ۱۸۷۸ء |
| ۱۴۔ شیخ احمد بن زین بن دحلان مکی سے اجازتِ حدیث | ۱۲۹۵ھ / ۱۸۷۸ء |
| ۱۵۔ مفتیٔ مکہ شیخ عبدالرحمٰن سراج مکی سے اجازتِ حدیث | ۱۲۹۵ھ / ۱۸۷۸ء |
| ۱۶۔ شیخ عابد النبدی کے تلمیذِ رشید امام کعبہ شیخ حسین بن صالح جمل اللیل مکی سے اجازتِ حدیث | ۱۲۹۵ھ / ۱۸۷۸ء |

۱۷۔ امامِ رضا کی پیشانی میں شیخ موصوف کا مشاہدۂ انوار الٰہیہ — سنہ ۱۲۹۵ھ / سنہ ۱۸۷۸ء

۱۸۔ مسجد حنیف (مکہ معظمہ) میں بشارتِ مغفرت — سنہ ۱۲۹۵ھ / سنہ ۱۸۷۸ء

۱۹۔ زمانۂ حال کے یہود و نصاریٰ کی عورتوں سے نکاح کے عدمِ جواز کا فتویٰ — سنہ ۱۲۹۸ھ / سنہ ۱۸۸۱ء

۲۰۔ تحریکِ ترکِ گاؤکشی کا سدِّ باب — سنہ ۱۲۹۸ھ / سنہ ۱۸۸۱ء

۲۱۔ پہلی فارسی تصنیف — سنہ ۱۲۹۹ھ / سنہ ۱۸۸۲ء

۲۲۔ اُردو شاعری کا شہکار قصیدۂ معراجیہ کی تصنیف — قبل سنہ ۱۳۰۲ھ / سنہ ۱۸۸۵ء

۲۳۔ فرزندِ اصغر مفتیٔ اعظم محمد مصطفےٰ رضا خاں کی ولادت — ۲۲ ذی الحجہ سنہ ۱۳۱۰ھ / سنہ ۱۸۹۲ء

۲۴۔ ندوۃ العلماء کے جلسۂ تاسیس (کانپور) میں شرکت — سنہ ۱۳۱۱ھ / سنہ ۱۸۹۳ء

۲۵۔ تحریک ندوہ سے علیٰحدگی — سنہ ۱۳۱۵ھ / سنہ ۱۸۹۷ء

۲۶۔ مقابر پر عورتوں کے جانے کی ممانعت میں فاضلانہ تحقیق — سنہ ۱۳۱۶ھ / سنہ ۱۸۹۸ء

۲۷۔ قصیدۂ عربیہ آمال الابرار و آلام الاشرار — سنہ ۱۳۱۸ھ / سنہ ۱۹۰۰ء

۲۸۔ ندوۃ العلماء کے خلاف ہفت روزہ اجلاس پٹنہ میں شرکت — رجب سنہ ۱۳۱۸ھ / سنہ ۱۹۰۰ء

۲۹۔ علمائے ہند کی طرف سے خطاب مجددِ مائۃ حاضرہ — سنہ ۱۳۱۸ھ / سنہ ۱۹۰۰ء

۳۰۔ تاسیس دار العلوم منظرِ اسلام بریلی — سنہ ۱۳۲۲ھ / سنہ ۱۹۰۴ء

۳۱۔ دوسرا حج اور زیارت حرمین شریف — سنہ ۱۳۲۳ھ / سنہ ۱۹۰۵ء

۳۲۔ امامِ کعبہ شیخ عبداللہ میرداد اور اُن کے اُستاد حامد احمد محمد جدادی مکی کا مشترکہ استفتاء اور احمد رضا کا فاضلانہ جواب — سنہ ۱۳۲۴ھ / سنہ ۱۹۰۶ء

| واقعہ | تاریخ |
|---|---|
| ۳۳- علماء مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ کے نام سندات اجازت نامہ وخلافت | ۱۳۲۴ھ / ۱۹۰۶ء |
| ۳۴- کراچی آمد اور مولانا محمد عبدالکریم درس سندھی سے ملاقات | ۱۳۲۴ھ / ۱۹۰۶ء |
| ۳۵- احمد رضا کے عربی فتوے کو حافظ کتب الحرم سید اسماعیل خلیل مکی کا زبردست خراجِ عقیدت | ۱۳۲۵ھ / ۱۹۰۷ء |
| ۳۶- شیخ ہدایت اللہ بن محمد بن محمد سعید السندھی مہاجر مدنی کا اعتراف مجددیت | ۴ ربیع الاول ۱۳۳۰ھ / ۱۹۱۲ء |
| ۳۷- قرآن کریم کا اردو ترجمہ کنز الایمان فی ترجمۃ القرآن | ۱۳۳۰ھ / ۱۹۱۲ء |
| ۳۸- شیخ موسیٰ علی الشامی الازہری کی طرف سے خطاب "امام الائمۃ المجدد لھذہ الامۃ" | یکم ربیع الاول ۱۳۳۰ھ / ۱۹۱۲ء |
| ۳۹- حافظ کتب الحرم سید اسماعیل خلیل مکی کی طرف سے خطاب "خاتم الفقہاء والمحدثین" | ۱۳۳۰ھ / ۱۹۱۲ء |
| ۴۰- علم المربعات میں ڈاکٹر سر ضیاء الدین کے مطبوعہ سوال کا فاضلانہ جواب | قبل ۱۳۳۱ھ / ۱۹۱۳ء |
| ۴۱- ملتِ اسلامیہ کیلئے اصلاحی اور انقلابی پروگرام کا اعلان | ۱۳۳۱ھ / ۱۹۱۳ء |
| ۴۲- بہاولپور ہائی کورٹ کے جسٹس محمد دین کا استفتاء اور احمد رضا کا فاضلانہ جواب | ۲۳ رمضان المبارک ۱۳۳۱ھ / ۱۹۱۳ء |
| ۴۳- مسجد کانپور کے قضیئے پر برطانوی حکومت سے معاہدہ کرنے والوں کے خلاف ناقدانہ رسالہ | ۱۳۳۱ھ / ۱۹۱۳ء |
| ۴۴- ڈاکٹر سر ضیاء الدین (وائس چانسلر مسلم یونیورسٹی، علیگڑھ) کی آمد اور استفادۂ علمی | مابین ۱۳۳۲ھ / ۱۹۱۴ء اور ۱۳۳۵ھ / ۱۹۱۶ء |
| ۴۵- انگریزی عدالت میں جانے سے انکار اور حاضری سے استثناء | ۱۳۳۴ھ / ۱۹۱۶ء |

۴۶۔ صدر الصدور صوبہ جات دکن کے نام ارشاد نامہ — سنہ ۱۳۳۴ھ / سنہ ۱۹۱۶ء

۴۷۔ تاسیس جماعت رضائے مصطفےٰ بریلی — تقریباً سنہ ۱۳۳۶ھ / سنہ ۱۹۱۷ء

۴۸۔ سجدۂ تعظیمی کی حرمت پر فاضلانہ تحقیق — سنہ ۱۳۳۷ھ / سنہ ۱۹۱۸ء

۴۹۔ امریکی ہیاۃ دان پروفیسر البرٹ ایف پورٹا کو شکستِ فاش۔ — سنہ ۱۳۳۸ھ / سنہ ۱۹۱۹ء

۵۰۔ آئزک نیوٹن اور آئن سٹائن کے نظریات کے خلاف فاضلانہ تحقیق۔ — سنہ ۱۳۳۸ھ / سنہ ۱۹۲۰ء

۵۱۔ ردِ حرکت زمین پر ۱۰۵ دلائل اور فاضلانہ تحقیق — سنہ ۱۳۳۸ھ / سنہ ۱۹۲۰ء

۵۲۔ فلاسفۂ قدیمہ کا ردِ بلیغ — سنہ ۱۳۳۸ھ / سنہ ۱۹۲۰ء

۵۳۔ دو قومی نظریہ پر حرفِ آخر — سنہ ۱۳۳۹ھ / سنہ ۱۹۲۱ء

۵۴۔ تحریکِ خلافت کا افشائے راز — سنہ ۱۳۳۹ھ / سنہ ۱۹۲۱ء

۵۵۔ تحریکِ ترکِ موالات کا افشائے راز — سنہ ۱۳۳۹ھ / سنہ ۱۹۲۱ء

۵۶۔ انگریزوں کی معاونت اور حمایت کے الزام کے خلاف تاریخی بیان — سنہ ۱۳۳۹ھ / سنہ ۱۹۲۱ء

۵۷۔ وصال — ۲۵ صفر المظفر سنہ ۱۳۴۰ھ / ۲۸ اکتوبر سنہ ۱۹۲۱ء

۵۸۔ مدیر پیسہ اخبار کا تعزیتی نوٹ — یکم ربیع الاوّل سنہ ۱۳۴۰ھ / ۳ نومبر سنہ ۱۹۲۱ء

۵۹۔ سندھ کے ادیب شہیر سرشار عقیلی نقوی کا تعزیتی مقالہ — سنہ ۱۳۴۱ھ / ستمبر سنہ ۱۹۲۲ء

۶۰۔ بمبئی ہائی کورٹ کے جسٹس ڈی ایف ملا کا خراج عقیدت — سنہ ۱۳۴۹ھ / سنہ ۱۹۳۰ء

۶۱۔ شاعرِ مشرق علامہ ڈاکٹر محمد اقبال کا خراجِ عقیدت — سنہ ۱۳۵۱ھ / سنہ ۱۹۳۲ء

نوٹ:- وصال کے وقت عمر بمطابق سن عیسوی ۶۵ سال اور بمطابق سن ہجری ۶۸ سال تھی

پروفیسر ڈاکٹر مسعود احمد
پرنسپل ٹھٹھہ [illegible] سندھ :- از معارفِ رضا شمارہ ہفتم سنہ ۱۹۸۷ء / سنہ ۱۴۰۸ھ
صفحہ ۹ تا ۱۴

# نذرِ عقیدت

(از علامہ عبد الحکیم خاں اختر مجدّدی مظہری شاہجہان پوری)

۱۔ امامِ اہلِ سنّت کون ہے، میرے شہا تم ہو
یہ بیڑہ سُنّیوں کا اور اس کے ناخدا تم ہو

۲۔ وہ جس کی ذات پر ہے فخر اگلوں اور پچھلوں کو
بفضلِ حق وہی حقّانیت کے رہنما تم ہو

۳۔ وہ توحید و رسالت کے معانی جس نے سمجھائے
حصارِ دین و ملّت، ہادیٔ راہِ ھُدیٰ تم ہو

۴۔ محافظ تھا جو ناموسِ رسالت کا زمانے میں
جسے یہ فخر تھا کہ ہوں میں عبد المصطفیٰ تم ہو

۵۔ وہی جو عظمتِ ختم الرُّسُل کا پاسباں ٹھہرا
غریقِ بحرِ اُلفت، عاشقِ نورِ خدا تم ہو

۶۔ قبولیت ملی ہے جس کو دربارِ رسالت میں
رضائے احمد مختار یا احمد رضا تم ہو

۷۔ کیا اسلام زندہ جس محیّ الدین ثانی نے
مسلمانوں کا تھا اس دور میں جو آسرا تم ہو

۸۔ کمالاتِ غزالی اور رازی کا مرقع ہو
سیوطی اور محقق دہلوی والی ضیا تم ہو

۹۔ علومِ ابنِ عربی، سوزِ رومی، عشقِ جامی بھی
سمایا جس کے سینے میں وہ قطب الاولیا تم ہو

۱۰۔ شریعت میں امامت کا رہا سہرا تمہارے سر
جو ہے اہلِ طریقت کے لئے قبلہ نما تم ہو

۱۱۔ امامِ بو حنیفہ کے اِدھر نورِ نظر ٹھہرے
طریقت میں اُدھر بھی، نائبِ غوث الوریٰ تم ہو

۱۲۔ حرم والوں نے ہو کر یک زبان اعلان فرمایا
علوم و معرفت میں آج کل سب سے سوا تم ہو

۱۳۔ وہ جس کے زُہد و تقویٰ کو سراہا شان والوں نے
کہا یوں پیشواؤں نے ہمارے پیشوا تم ہو

۱۴۔ حقیقت ہے ملے ہیں دین و ایماں آپ کے گھر سے
شریعت کے محافظ اے شہِ احمد رضا تم ہو

۱۵۔ تمہیں تو قافلہ سالار ہو نوری جماعت کے
ہدایت کی کسوٹی دورِ حاضر میں شہا تم ہو

۱۶۔ حدائق جس نے بخشش کے بسائے حُبِّ نبوی سے
مدینے کا وہ بُلبل، طوطئ نغمہ سرا تم ہو

۱۷۔ عمائدِ کُفر کے جس نے سرِ میداں پچھاڑے تھے
علمبردارِ شانِ مصطفےٰ، شیرِ خدا تم ہو

۱۸۔ جو بارہ سو چھیاسی سن سے لے کر آخری دم تک
ہو چوّن سال مذہب کی حمایت میں لڑا تم ہو

۱۹۔ ہدایت کے تمہیں اس دَور میں ہو نیّرِ تاباں
ہے یہ بے نورِ اخترؔ اس میں بھی جلوہ نما تم ہو

# امام احمد رضا خاں بریلوی

آپ ۱۰ شوال المکرم ۱۲۷۲ھ مطابق ۱۴ جون ۱۸۵۶ء بروز شنبہ کو بریلی شریف یو.پی. (بھارت) کے محلّہ جسولی میں بوقتِ ظہر رونق افزائے دہر ہوئے۔[1] پیدائشی نام محمد اور تاریخی المختار ۱۲۷۲ھ ہے۔ جدِ امجد نے احمد رضا خاں نام رکھا، والدۂ ماجدہ امّن میاں کہا کرتیں[2] جبکہ علمائے اہلِ سنّت اُنہیں اعلیٰ حضرت اور فاضلِ بریلوی کے لقب سے یاد کرتے تھے۔ امام احمد رضا خاں بریلوی رحمۃ اللہ علیہ ماضی قریب میں ایسے عاشقِ رسول ہو گئے ہیں کہ کسی چشمِ بینا کو چودھویں صدی میں اور کوئی ایسا عاشقِ رسول نظر نہیں آیا ہوگا۔ اسی تعلقِ خاطر اور فنائی الرسول ہونے کے باعث آپ نے اپنے نام سے پہلے عبد المصطفیٰ لکھنے کا التزام کر لیا تھا اور فخریہ کہا کرتے تھے[3]:

خوف نہ رکھ رضا ذرا، تُو تو ہے عبدِ مصطفیٰ

تیرے لئے امان ہے، تیرے لئے امان ہے

احمد رضا خاں بریلوی نے اپنی پیدائش کی تاریخ اِس آیت:- اُولٰٓئِكَ كَتَبَ فِیْ قُلُوْبِهِمُ الْاِیْمَانَ وَاَیَّدَهُمْ بِرُوْحٍ مِّنْهُ سے نکالی، جس کے عدد ۱۲۷۲ ہیں۔ دل میں ایمان کے ثبت ہونے اور تائیدِ ایزدی ہی کا تو یہ کرشمہ ہے کہ حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۱۳۱۷ھ/۱۸۹۹ء) کے خلیفہ شاہ محمد حسین الہ آبادی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۱۳۲۲ھ/۱۹۰۴ء) کے خلیفہ مولوی رحمٰن علی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۱۳۲۵ھ/۱۹۰۷ء) نے فرمایا ہے

---

[1] ظفر الدین بہاری، مولانا: حیاتِ اعلیٰ حضرت، جلد اوّل، ص ۱

[2] بدر الدین احمد، مولانا: سوانح اعلیٰ حضرت. مطبوعہ لکھنؤ، ص ۶۸

[3] محمد مسعود احمد، پروفیسر: فاضل بریلوی علماء حجاز کی نظر میں، ص ۶۸

کہ مولوی احمد رضا خاں بریلوی نے چار سال کی عمر میں قرآنِ مجید ناظرہ پڑھ لیا تھا اور چھ سال کی عمر میں ایک عظیم الشان جلسے میں رسالہ میلاد پڑھ کر سنایا کرتے تھے۔[۱]

امام احمد رضا خاں بریلوی ۱۴ شعبان المعظم ۱۲۸۶ھ/ ۱۸۶۹ء کو علومِ معقول و منقول کی تحصیل سے فراغت حاصل کر لیتے ہیں اور اُسی روز سے آپ کو فتویٰ نویسی کی مسند پر بٹھا دیا جاتا ہے اور اُسی روز رضاعت سے متعلقہ ایک استفتاء کا جواب تحریر کرتے ہیں اور اُسی روز سے نماز فرض ہوئی یعنی بالغ ہوئے۔ اُس روز آپ کی عمر تیرہ ۱۳ سال، دس ماہ اور پانچ روز تھی۔[۲]

ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ

فاضل بریلوی نے زیادہ تر علوم اپنے والدِ ماجد مولانا نقی علی خاں رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۱۲۹۷ھ/ ۱۸۸۰ء) سے حاصل کیے۔[۳] جدِّ امجد مولانا رضا علی خاں رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۱۲۸۲ھ/ ۱۸۶۵ء) کی آپ پر نگاہِ خاص لطف و کرم تھی۔ جنہیں اعلیٰ حضرت کے عقیقہ کے روز خواب میں بتایا گیا تھا کہ یہ نومولود گوہرِ نایاب اور یگانۂ روزگار ہوگا۔[۴] چنانچہ فاضل بریلوی ۱۲۹۴ھ/ ۱۸۷۷ء میں سید آلِ رسول مارہروی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۱۲۹۶ھ/ ۱۸۸۰ء) کے دستِ حق پرست پر سلسلہ عالیہ قادریہ میں بیعت ہوئے اور اجازت و خلافت سے نوازے گئے۔ مُرشد برحق کو آپ کی ذات پر بڑا ناز تھا۔[۵]

۱۲۹۵ھ/ ۱۸۷۸ء میں اپنے والدِ ماجد کے ہمراہ حج بیت اللہ کی سعادت میسّر آئی تو شافعیہ کے مفتی شیخ احمد دحلان اور حنفیہ کے مفتی شیخ عبد الرحمٰن سراج سے حدیث، فقہ، اُصول اور تفسیر کی سندیں حاصل کیں۔ اِسی موقع پر شافعیہ کے امام حسین بن صالح جمل اللیل انہیں بغیر کسی سابقہ تعارف کے اپنے گھر لے گئے۔ دیر تک اِن کی پیشانی کو تھامے رہے اور فرمایا: اِنِّیْ لَاَجِدُ نُوْرَ اللّٰهِ مِنْ هٰذَا الْجَبِیْنِ۔ معلوم ہوتا ہے کہ وہ آنکھوں والے تھے اور اُنہیں اعلیٰ حضرت کی پیشانی میں اللہ کا نور نظر آ رہا تھا۔ پھر صحاح ستہ

---

[۱] محمد ایوب قادری، پروفیسر: تذکرہ علماء ہند اردو، مطبوعہ کراچی، ص ۹۸

[۲] محمد مسعود احمد، پروفیسر: فاضلِ بریلوی علماء حجاز کی نظر میں، ص ۶۸

[۳] بدر الدین احمد، مولانا: سوانح اعلیٰ حضرت، مطبوعہ لکھنؤ، ص ۷۰

[۴] محمد ایوب قادری، پروفیسر: تذکرہ علماء ہند اردو، مطبوعہ کراچی، ص ۹۸

[۵] محمد صابر نسیم بستوی، مولانا: مجدد اسلام، ص ۳۷

کی سند اور سلسلہ عالیہ قادریہ کی اجازت خود اپنے ہاتھ سے لکھ کر دی اور اُس میں آپ کا الہامی نام ضیاء الدین احمد رکھا۔ اِس سند میں امام بخاری علیہ الرحمہ (المتوفی ۲۵۶ھ / ۸۶۸ء) تک صرف گیارہ واسطے درمیان میں ہیں۔[1]

دوسری دفعہ ۱۳۲۳ھ / ۱۹۰۵ء میں دوبارہ آپ کو سعادت میسّر آئی۔ اس مرتبہ علمائے حرمین شریفین نے آپ کا ایسا اعزاز واکرام کیا جو اُس مقدس سرزمین پر شاید ہی کسی ہندی بزرگ کو نصیب ہوا ہو۔ کتنے ہی علمائے کرام نے آپ سے سندیں اور اجازتیں لیں۔[2] اُن بزرگوں نے آپ کی عدیم المثال علمیّت کو زبردست خراجِ عقیدت پیش کیا جو اُن کی تقاریظ سے واضح ہے جو اُن حضرات نے الدولۃ المکیّہ، حسام الحرمین اور کفل الفقیہ پر لکھی تھیں۔[3] اس موضوع پر مخدومی پروفیسر محمد مسعود احمد صاحب کا مقالہ فاضلِ بریلوی علماءِ حجاز کی نظر میں اسلامی لٹریچر کے اندر ایک قابلِ قدر اضافہ ہے۔ جس سے اُن بہت سی غلط فہمیوں کا ازالہ ہو جاتا ہے جو معاندین نے آپ کے متعلق پھیلا رکھی ہیں۔ رہا ضد یا مخالفت برائے مخالفت کا معاملہ تو اس مرض کا علاج اللہ رب العزّت کے ہاتھ میں ہے۔

امام احمد رضا بریلوی کی ساری زندگی دورِ استعماریت میں باطل قوتوں کے خلاف قلمی جہاد کرتے ہوئے گزری۔ یہ بڑا پُراسرار اور پُرفتن دور تھا۔ انگریزوں نے مسلمانوں کی مجموعی قوت کو منتشر کرنے کی غرض سے مسلمانوں کے کتنے ہی علماء اور لیڈروں کو خرید لیا تھا، جو راہنمائی کے پردے میں رہزنی اور خیر خواہی کے روپ میں بدخواہی کر رہے تھے۔ اعلیٰ حضرت عمرِ عزیز کی آخری منزلیں طے کر رہے تھے کہ گاندھویت کا فتنہ اُٹھ کھڑا ہوا یعنی مسلمانوں کے کتنے ہی علماء او[ر] لیڈر گاندھی کے پُجاری بن گئے۔ اُن کی زبانوں پر قال اللہ اور قال رسول اللہ کا ورد بھی جاری رہا۔ لیکن اسلام و مسلمین کی مخالفت میں اپنے بُت پرست پروردگاروں سے بھی بڑھ چڑھ کر نمبر لے

---

[1] محمد ایوب قادری، پروفیسر: تذکرہ علماءِ ہند اردو مطبوعہ کراچی، ص ۹۹

[2] بدر الدین احمد، مولانا: سوانح اعلیٰ حضرت، مطبوعہ لکھنؤ، ص ۱۷۴

[3] شجاعت علی قادری، مفتی: مجدد الامّۃ عربی، مطبوعہ کراچی، ص ۱۴۱

رہے تھے۔ امام احمد رضا بریلوی نے ۱۲۸۶ھ/۱۸۶۹ء کو قلم ہاتھ میں سنبھالا اور آخری دم یعنی ۲۵ صفر ۱۳۴۰ھ/۱۹۲۱ء تک تقدس کے لبادوں میں چھپے ہوئے اُن دشمنانِ دین و ملت سے برسرِ پیکار رہے جو بڑی رازداری کے ساتھ مقدس شجرِ اسلام میں غیر اسلامی عقائد و نظریات کی قلمیں لگا رہے تھے۔ آپ نے قرآن و سنت کے واضح دلائل سے ایسے جملہ رہزنوں کو ساکت و صامت کیا اور کوئی ایک بھی اُن میں سے آپ کے مقابلے پر ٹھہر نہ سکا۔ اِسی لئے راقم الحروف نے لکھا ہے:۔

جو بارہ سو چھیاسی سن سے لیکر آخری دم تک
ہو چوّن سال مذہب کی حمایت میں لڑا، تم ہو[1]

انگریزوں نے کلمۂ طیّبہ کے دونوں پر دل کو اکھاڑ پھینکنے یعنی عقیدۂ توحید و عقیدۂ رسالت کو مسخ کروانے اور مسلمانانِ ہند کو ایمان کی دولت سے محروم کرنے کی خاطر مولوی محمد اسماعیل دہلوی (المتوفی ۱۲۴۶ھ/۱۸۳۱ء) سے تقویۃ الایمان نامی کتاب لکھوائی تھی، جو اُن کے چچا زاد بھائی مولوی مخصوص اللہ بن شاہ رفیع الدین دہلوی رحمۃ اللہ علیہما ( کے بقول تفویۃ الایمان یعنی ایمان کو فوت کرنے والی ہے۔[2] جب اِس پودے کو لگانے والا پٹھانوں کے ہاتھوں کیفرِ کردار کو پہنچ کر بالاکوٹ میں دفن ہو گیا تو حکومتِ وقت نے اپنے زرخرید علماء کے ذریعے اِس شجرِ ملعونہ کی پرورش کروائی۔ اِس ابلیسی شرارت اور فتنۂ گاندھویت کا اعلیٰ حضرت نے سابقہ مجدّدین کی طرح پوری پامردی سے مقابلہ کیا۔ آپ کی مجدّدانہ صلاحیتوں کے باعث جملہ نصوصِ دین کے چہرے صاف نظر آنے لگے اور ہر منصف مزاج کہہ اُٹھا:

راہزن خضرِ رہ کی قبا چھین کر
رہنما بن گئے دیکھتے دیکھتے

امام احمد رضا خاں بریلوی کی تصانیفِ عالیہ کی روشنی میں اُن کی علمی بلندی، وسعتِ معلومات دقّتِ نظر، بلند پردازی اور اصابتِ رائے کو دیکھا جائے تو یوں محسوس ہوتا ہے کہ اپنے دور کے مفسّرِ اعظم، محدّثِ اعظم، فقیہِ اعظم، قائدِ اعظم، شمس العلماء، امامِ زمانہ، ابوحنیفۂ ثانی، نائبِ

---

[1] عبدالحکیم خاں اختر، ناچیز: اعلیٰ حضرت کا فقہی مقام، ۱۳۹۱ھ/۱۹۷۱ء، ص ۱۱۸
[2] قاضی فضل احمد لدھیانوی، مولانا: انوارِ آفتابِ صداقت، جلد اوّل، مطبوعہ لاہور

غوثِ اعظم، امام الہند، شیخ الاسلام، شیخ الہند اور مجدّدِ دین و ملّت وہی تھے۔ اُن کے مقابلے پر دوسرا کوئی بھی اِن میں سے کسی بھی لقب کا مستحق نہیں تھا خواہ اُن کا وہ معاصر متحدہ ہندوستان کا رہنے والا ہو یا کسی دوسرے ملک کا۔ جس کا جب جی چاہے تصانیف کا مقابلہ کر کے فیصلہ کرلے، آخر کار اِسی نتیجے پر پہنچے گا اور عرض گزار ہوگا:-

مدینے سے اُٹھے پھر ابرِ رحمت یا رسول اللہ
کرم ہو پھر بہ شکل اعلیٰ حضرت یا رسول اللہ [1]

امام احمد رضا خاں بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کو قدرت نے مجدّدانہ صلاحیتوں سے نوازا تھا۔ آپ کا علمی پایہ اِتنا بلند ہے کہ معاصرین میں کہیں آپ کی نظیر نظر نہیں آتی۔ جامعیت کا یہ عالم تھا کہ پچپن علوم و فنون میں مہارتِ تامّہ رکھتے تھے اور ہر علم و فن کے اندر آپ کی متعدد تصانیف موجود ہیں۔[2] چھوٹی بڑی جملہ تصانیف کا شمار تو ایک ہزار سے زائد بتایا جاتا ہے جب کہ المیزان بمبئی کے امام احمد رضا نمبر میں ۵۴۸ کتابوں کی فہرست شائع ہو چکی ہے اور باقی کتابوں کے نام اُنہیں دستیاب نہیں ہو سکے۔[3] اعلیٰ حضرت کی اولادِ امجاد میں سے اگر کوئی صاحب ضرورت محسوس کر کے اِس جانب توجہ فرماتے تو جملہ تصانیف کی فہرست مرتب ہو سکتی تھی۔ مخدومی پروفیسر محمد مسعود احمد مدظلہ العالی نے بعض معتبر ذرائع کے حوالوں سے یہ خوش خبری سنائی ہے[4] "ایک باوثوق اطلاع کے مطابق مولانا بریلوی کی مطبوعہ تصانیف کے پورے اعداد و شمار خانقاہ برکاتیہ مارہرہ (یو۔پی۔انڈیا) میں محفوظ ہیں۔ دوسری اطلاع کے مطابق دارالعلوم اشرفیہ (مبارک پور، اعظم گڑھ۔ انڈیا) کے فاضل مولانا عبدالمبین نعمانی نے مولانا بریلوی کی تصانیف کی تفصیلی فہرست پوری تحقیق و تلاش کے بعد مرتّب کی ہے۔"

---

[1] محمد مرغوب احمد اختر، مولانا: مشعلِ راہ، مطبوعہ لاہور ۱۹۸۶ء، ص ۱۰

[2] محمد مسعود احمد، پروفیسر: حیات مولانا احمد رضا خاں بریلوی (متوسط)، ص ۹۹، ۱۰۰

[3] جیلانی میاں، مولانا: المیزان بمبئی ۱۳۹۶ھ/ ۱۹۷۶ء، ص ۳۰۶ تا ۳۲۴

[4] محمد مسعود احمد، پروفیسر: حیات امامِ اہل سنت، ۱۴۰۴ھ/ ۱۹۸۴ء، ص ۴۱، ۴۲

امام احمد رضا خاں بریلوی کی زندگی سابقہ مجددین کی طرح سرمایۂ ملت کی نگہبانی کے لئے وقف تھی۔ صلاحیت ایسی بے پناہ کہ ہر مسئلے پر دلائل کا انبار لگا دیتے۔ جس نے آپ کی فقاہت دیکھنی ہو تو حسن التعم لبیان حد التیمم نامی رسالہ دیکھے کہ پورے فقہی لٹریچر میں اُس کی نظیر کہیں نہیں ملے گی۔ نیز مختصر رسالہ کفل الفقیہ الفاہم دیکھا جا سکتا ہے۔ محدثانہ شان دیکھنی ہو تو حاجز البحرین، منیر العین اور الفضل الموہبی ہی کا مطالعہ کرایا جائے۔ علم کلام میں رسائی دیکھنا منظور ہو تو رسالہ مبارکہ سبحان السبوح دیکھا جا سکتا ہے۔ اگر دیکھنا ہو کہ فاضلِ بریلوی کس پائے کے مفسر تھے تو کنز الایمان ہی سے معلوم ہو جاتا ہے کہ واقعی کلام الٰہی کی ترجمانی کا حق ادا کر دیا ہے جبکہ اُردو میں دوسرے ترجمہ کرنے والے قدم قدم پر ٹھوکریں کھاتے رہے ہیں۔ شاعرانہ عظمت اگر کوئی دیکھنا چاہے تو اِن کا کلام اساتذۂ فن کے بالمقابل رکھا جا سکتا ہے۔ اس پر طرۂ یہ کہ جو کچھ کہا اُسے نعت و مناقب میں محدود رکھا۔ آپ کے نعتیہ دیوان حدائق بخشش کو دیکھ کر بے اختیار کہنا پڑ جاتا ہے:۔

یہی کہتی ہے بلبلِ باغِ جناں کہ رضاؔ کی طرح کوئی سحر بیاں
نہیں ہند میں واصفِ شاہِ ھُدیٰ، مجھے شوخیٔ طبعِ رضاؔ کی قسم

گدائے درِ اولیاء:۔

**عبدالحکیم خان اختر**
مجددی مظہری شاہجہان پوری
لاہور

۲ر ربیع الثانی ۱۴۰۸ھ
بمطابق ۲۴ر نومبر ۱۹۸۷ء

# خصائصِ کنزالایمان

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّی عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْم ۔ اَمَّا بَعد. حضرات اولیاء اللہ نے دوسرے ملکوں سے آکر اس ملک میں خدا پرستی کا درس دیا جس میں بُت پرستی کو ذریعہ نجات سمجھا جاتا تھا۔ یہاں خدائے وحدہٗ لاشریک کی جگہ ہزاروں فرضی خداؤں یعنی پتھروں سے تراشے ہوئے بُتوں کی پوجا ہوتی تھی۔ کتنے ہی بزرگوں نے اِس کارِ خیر کے لئے اپنی زندگیاں اور زندگی کی جملہ راحتوں کو قربان کر دیا تھا۔ خدائے ذوالمنن کے فضل وکرم سے اُن حضرات کی مساعیٔ جمیلہ کا خاطر خواہ نتیجہ برآمد ہوا اور ہر بزرگ نے ہزاروں بلکہ لاکھوں ہندوؤں کو حلقہ بگوشِ اسلام کر دیا تھا۔ ذٰلِکَ فَضْلُ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ۔

مذکورہ کارنامہ انجام دینے والے بزرگوں کا ایک ہی دین و مذہب تھا۔ یعنی وہ سب کے سب سُنّی حنفی تھے۔ یہی اُن کا فرقہ تھا، یہی اُن کی جماعت تھی۔ یہ وہی جماعت چلی آرہی تھی جو اللہ کے آخری رسول سیّدنا محمد مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بنائی تھی۔ صحابۂ کرام کا مقدس گروہ اِسی جماعت کا ہراول دستہ یا اسی عمارت کی بنیاد تھا۔ یہی جماعت آگے چل کر اہل سنت وجماعت کہلاتی ہے۔ یہ نام اُنہیں اس لئے اختیار کرنا پڑا کہ بعض گمراہ فرقے بھی عالم وجود میں آگئے تھے۔ اُن میں سے ہر فرقہ گمراہ ہونے کے باوجود اپنی حقانیت منوانے پر تُلا ہوا تھا۔ ہر فرقے نے اپنے اوپر خوشنما لیبل لگایا اور اہلِ حق کو بُرے القاب،

سے یاد کرنے لگے۔ مسلمانوں کی اصلی جماعت نے اپنا تشخّص برقرار رکھنے کی خاطر خود کو اہلِ سنت و جماعت لکھنا اور بتانا شروع کر دیا۔

بُت پرستوں کو خدا پرست بنانے والے سارے اولیاء اللہ بھی اہلِ سنت ہی تھے کیونکہ غیر مسلموں کو مسلمان بنانا یا مسلمانوں کو غیر مسلموں کے شر سے بچانا یہ اہلِ سنّت ہی کا طرۂ امتیاز ہے جبکہ دوسرے حضرات کا وزن علی الاعلان یا چھپ کر اکثر و بیشتر کفار و مشرکین ہی کے پلڑے میں رہا ہے۔ اِس لحاظ سے مسلمانوں کی اصلی جماعت اور جعلی جماعتوں کا زاویۂ نظر ہمیشہ مختلف ہی رہا ہے۔ باقی مسلمان کہلانے والوں سے اگرچہ ووٹ تو مسلمانوں ہی کے بڑھتے ہیں لیکن معلوم نہیں یہ حالات کی ستم ظریفی ہے یا کسی خاص ارگ کی مطابقت کہ اُن مسلمان کہلانے والوں کی اکثریت کے نام مسلمانوں کے کھاتے میں اور کام غیر مسلموں کے کھاتے میں جاتے ہیں۔ اُن کی زبانیں بظاہر مسلمانوں کے ساتھ نظر آتی ہیں لیکن دلوں کے رشتے غیر مسلموں کے ساتھ استوار ہوتے ہیں۔ اُن کے جسم تو مسلمانوں میں گھلے ملے رہتے ہیں۔ لیکن چشمِ بینا کو اُن کی روحیں غیر مسلموں کے سامنے سجدہ ریز نظر آتی ہیں۔ شاید ایسے ہی مسلمانوں کی فہمائش کے لئے شاعرِ مشرق نے یہ فرمایا تھا۔

؎ یہ ایک سجدہ جسے تو گراں سمجھتا ہے
ہزار سجدے سے دیتا ہے آدمی کو نجات

خیر حضرات اولیاء اللہ نے اس ملک میں جتنے بھی مسلمان بنائے، وہ سارے اُسی جماعت کے فرد بنے جس کو اہلِ سنت و جماعت کہا جاتا تھا۔ چونکہ مذکورہ جملہ اولیاء اللہ فقہی لحاظ سے حنفی تھے، لہٰذا یہاں جتنے بھی مسلمان ہوئے وہ سب سُنّی حنفی تھے۔ سُنّی حنفی کہلانے والوں کے سوا اِس ملک میں اور کسی ٹائپ کا کوئی مسلمان کہلانے والا نہیں تھا۔ یہی حضرات تھے جنھوں نے آٹھ سو سال تک پوری شان و شوکت سے اِس ملک پر حکومت کی اور یہ زمین اسلام کی تخم ریزی کے لئے بڑی زرخیز ثابت ہوئی۔ اِسی ملک میں ایسے اہل علم بھی پیدا ہوتے رہے ہیں جن کی بعض علمی نگارشات نے ایک دنیا کو ورطۂ حیرت میں ڈال دیا۔ وہ جواہر پارے اپنے میدان میں ایسی امتیازی حیثیت کے حامل ہیں کہ وہ رہتی دُنیا

یک مسلمانوں کو مشعلِ راہ کا کام دیتے رہیں گے۔ وہ امتیازی علمی کارنامے یہ ہیں۔

۱۔ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۱۰۳۴ھ/۱۶۲۴ء) کے مکتوبات جو تین دفتروں کے اندر ہیں، وہ فارسی نثر میں علم و عرفان اور رُشد و ہدایت کا ایک بے نظیر مجموعہ ہے۔ فارسی نظم میں جس طرح مثنوی مولانا روم کا پورے اسلامی لٹریچر میں جواب نہیں اِسی طرح فارسی نثر میں مکتوباتِ امام ربّانی بھی عدیم المثال نصابِ ہدایت ہیں۔

۲۔ سلطان محی الدین اورنگ زیب عالمگیر رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۱۱۱۹ھ/۱۷۰۷ء) نے پانچسو علماء کے ذریعے فتاویٰ عالمگیری مرتب کروایا جو فقہ حنفی کی کتابوں میں لاجواب اور قابلِ قدر اضافہ ہونے کے ساتھ اسلامی قانون کی مکمل کتاب ہے۔

۳۔ شاہ عبدالعزیز محدّث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۱۲۳۹ھ/۱۸۲۴ء) کی ردِّ روافض میں تحفہ اثنا عشریہ نامی کتاب اِس درجہ تحقیقی اور ہر لحاظ سے مکمل ہے کہ اس میدان میں پوری دُنیا کے اندر شاید ہی کوئی ایسی کتاب لکھی گئی ہو۔

۴۔ پایۂ حرمین، شیخ الہند، حضرت مولانا رحمت اللہ کیرانوی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۱۳۰۸ھ/۱۸۹۰ء) کی ردِّ عیسائیت میں اظہار الحق نامی کتاب عربی زبان کے اندر اِس درجہ لاجواب اور مکمل ہے کہ اِس میدان میں شاید ہی کسی عالم نے ایسی کتاب لکھی ہو جو اس کے مقابلے پر رکھنے کے قابل ہو۔

۵۔ امام ابنِ عابدین شامی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۱۲۵۲ھ/۱۸۳۶ء) نے فقہ حنفی کی مشہور کتاب درِّ مختار کی ردّ المحتار کے نام سے ایسی شرح لکھی جو اُن کی علمی وسعت اور جامعیّت کی گواہ ہے۔ رد المحتار کو فقہ حنفی میں ایک امتیازی مقام حاصل ہے لیکن قسّامِ ازل نے اس سے بھی بڑھ کر شرف امام احمد رضا خاں بریلوی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۱۳۴۰ھ/۱۹۲۱ء) کی قسمت میں لکھا تھا کہ انہوں نے عربی کی پانچ جلدوں میں جدّ الممتار کے نام سے رد المحتار کی شرح لکھ دی۔ حق یہ ہے کہ مولانا بریلوی تحقیق و تدقیق اور وسعتِ نظر کے لحاظ سے علامہ شامی کو بھی پیچھے چھوڑ گئے ہیں۔

۶۔ امام احمد رضا خاں بریلوی رحمۃ اللہ علیہ چودھویں صدی کے مجدد برحق اور آسمانِ فقاہت کے ایسے مہرِ درخشاں ہوئے ہیں کہ اُن پر مجتہد ہونے کا گمان گزرتا ہے کیونکہ بعض فتوے انہوں نے ایسے بلند پایہ تحریر فرمائے ہیں۔ جن سے شانِ اجتہاد ٹپکتی ہوئی محسوس ہوتی ہے۔ معاصرین میں سے کوئی آپ کی گردِ راہ کو بھی نہیں پہنچ سکا۔ آپ پورے عالمِ اسلام کے مفتی اور مرجعِ علماء تھے۔ اعلیٰ حضرت بریلوی کا فتاویٰ بارہ ضخیم جلدوں پر مشتمل ہے۔ اس عدیم المثال فقہی سرمائے کا نام العطایا النبویۃ فی فتاوی الرضویۃ ہے۔ مولانا بریلوی کے ایک عربی فتوے کو دیکھ کر آپ کے معاصر مولانا سید اسماعیل بن خلیل مکی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۱۳۳۸ھ/ ۱۹۱۹ء) نے فرمایا تھا کہ اگر امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۱۵۰ھ/ ۷۶۷ء) اِسے دیکھتے تو اُن کی آنکھیں ٹھنڈی ہوتیں اور وہ اس کے مؤلف کو اپنے اصحاب کے زمرے میں شامل فرمالیتے۔ بعض علمی ہستیوں نے فرمایا ہے کہ فتاویٰ رضویہ کو دیکھ کر امام احمد رضا پر ابوحنیفہ ثانی ہونے کا گمان گزرتا ہے۔ فتاویٰ رضویہ شریف کی چھ جلدیں مکمل اور دو نامکمل صورت میں چھپ چکی ہیں جبکہ باقی جلدیں اِتنا عرصہ گزرنے پر بھی زیورِ طباعت سے محروم ہیں۔ خدا کرے کہ یہ لاجواب علمی سرمایہ پورے کا پورا منظر پر آجائے۔

۷۔ قرآنِ مجید کے یوں تو اُردو میں بہت سے ترجمے منظرِ عام پر آچکے ہیں۔ لیکن کنز الایمان کے نام سے ۱۳۳۰ھ/ ۱۹۱۱ء میں جو ترجمہ امام احمد رضا خاں بریلوی نے کیا اُس کا جواب نہیں ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ اعلیٰ حضرت نے اُردو میں کلامِ الٰہی کی ترجمانی کا حق ادا کر دیا ہے۔ یہ ترجمہ ایک جانب تفاسیرِ معتبرہ کے عین مطابق ہے تو دوسری جانب اُردو ادب کی جان، عظمتِ خداوندی و شانِ مصطفوی کا نگہبان اور حفظِ مراتب کا پاسبان ہے۔ واقعی یہ ترجمہ کنز الایمان یعنی ایمان کا خزانہ ہے۔ اسی لئے تو راقم الحروف نے لکھا ہے:۔

ترجمہ قرآں کا لکھا کنزِ ایماں کر دیا<br>
اے مفسر! واقفِ رمزِ خدا پائندہ باد

آئندہ سطور میں کنز الایمان کے بعض خصائص کا بیان کرنا مقصود ہے۔ لیکن اُس سے پہلے میں ایک تلخ حقیقت کی طرف اشارہ کر دینا ضروری سمجھتا ہوں۔ انگریزوں نے اپنے دورِ حکومت میں اپنے اقتدار کو دوام و استحکام بخشنے کی خاطر مسلمانوں کو ایمان کی دولت سے محروم کرنا اور اُن میں افتراق پیدا کرنا ضروری سمجھا۔ یہ کام انہوں نے مولوی محمد اسمٰعیل دہلوی (المتوفی ۱۲۴۶ھ / ۱۸۳۱ء) سے لیا اور اُن سے تقویۃ الایمان کتاب لکھوائی جو اُردو زبان میں نجدی امام الوہابیہ یعنی جناب محمد بن عبدالوہاب (المتوفی ۱۲۰۶ھ / ۱۷۹۱ء) کی کتاب التوحید صغیر کا چربہ ہے۔ موصوف کی محبت اُن کے معتقدین کے اندر اس طرح سمائی ہوئی ہے جیسے سامری کے بچھڑے کی محبت بعض یہودیوں کے دلوں اور دماغوں پر قبضہ جما بیٹھی تھی جس کا قرآن مجید نے یوں ذکر فرمایا ہے:۔

| | |
|---|---|
| وَاُشْرِبُوْا فِیْ قُلُوْبِهِمُ الْعِجْلَ بِکُفْرِهِمْ (۲:۹۳) | اور اُن کے دلوں میں بچھڑا رچ بس گیا تھا، اُن کے کفر کے سبب۔ |

کسی انسان کو اپنے دل میں اتنی جگہ دے دینا کہ اُس کے بالمقابل اللہ اور رسول کی پروا بھی نہ رہے یعنی اگر اُس کی بات سے اللہ یا اس کے رسول کے ارشادات ٹکرائیں تو اس شخص کی بات کو قائم رکھنا اور اس سے ٹکرانے والی آیت یا حدیث کے مفہوم میں تاویل کی جائے، یہ ایسی عادتِ بد ہے جو یہود کے اندر پائی جاتی تھی اور پروردگارِ عالم نے اسے کفر قرار دیتے ہوئے قرآنِ مجید میں فرمایا ہے:

| | |
|---|---|
| اِتَّخَذُوْا اَحْبَارَهُمْ وَرُهْبَانَهُمْ اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ (۹:۳۱) | انہوں نے اپنے پادریوں اور جوگیوں کو اللہ کے سوا معبود (رب) بنا لیا |

# پہلی مثال

قارئین کرام ملاحظہ فرمائیں کہ مولوی محمد اسمٰعیل دہلوی کے معتقدین نے یہود کی مذکورہ عادت کو مٹنے نہیں دیا اور جیسے بچھڑے کی محبت اُن کے دلوں میں رچ بس گئی تھی۔ اِن حضرات کے دلوں میں مصنفِ تقویۃ الایمان کی محبت کچھ اُس بچھڑے سے کم نہیں اور جیسے اُنہوں

نے اپنے احبار و رہبان کو اَرۡبَابًا مِنۡ دُوۡنِ اللّٰہِ بنایا تھا اُسی طرح سے بعض مسلمان کہلانے والوں نے مولوی محمد اسمٰعیل دہلوی کو وہی مقام دیا ہوا ہے، مثلاً موصوف نے لکھا ہے :-

" سو اِسی طرح غیب کا دریافت کرنا اپنے اختیار میں ہو، جب چاہے کر لیجئے، یہ اللہ صاحب ہی کی شان ہے، کسی نبی اور ولی کو، جن اور فرشتے کو، پیر اور پیغمبر کو، امام اور امام زادہ کو، بھوت اور پری کو اللہ صاحب نے یہ طاقت نہیں بخشی کہ جب وہ چاہیں غیب کی بات معلوم کر لیں" [1]

اِس عبارت کے خط کشیدہ الفاظ کو بار بار غور سے دیکھیے۔ یہاں موصوف نے اپنے اللہ صاحب کی یہی شان تو بتائی ہے کہ جب وہ چاہتا ہے غیب کی بات دریافت کر لیتا ہے ۔ ——— اس عبارت سے موصوف نے یہی تاثر دیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کو ہر چیز کا ہر وقت علم نہیں ہوتا یعنی غیب جاننا اُس کی صفت نہیں کہ تمام علوم غیبیہ اس کی ذات کے سامنے اُسی طرح موجود ہوں جیسے حاضر کی چیزیں دوسروں کے سامنے ہوتی ہیں بلکہ جب وہ چاہتا ہے تو کسی چیز کے متعلق دریافت کر لیتا ہے۔

یہ موصوف نے علمِ الٰہی کا انکار کیا ہے کیونکہ علم بھی اُس کی صفات میں سے ایک صفت ہے جو تمام صفاتِ عالیہ کی طرح اُس کی ذات کے لئے لازم اور دیگر صفاتِ مقدسہ کی طرح اُس کی ذات میں موجود ہے اور رہے گی۔ دیگر صفاتِ الٰہیہ کی طرح علم بھی اس کے تحت قدرت یا مشیّت پر موقوف نہیں ہے کہ چاہے تو کسی چیز کے متعلق دریافت کرے اور چاہے تو بے خبر رہے۔ نیز یہ صفت یا دیگر صفات تحتِ قدرت بھی نہیں ہیں کیونکہ جو چیز بھی تحتِ قدرت ہے وہ حادث اور فانی ہے جبکہ اللہ تعالیٰ کی جملہ صفات اُس کی ذات کی طرح ازلی و ابدی ہیں یعنی ہمیشہ سے ہیں اور ہمیشہ باقی رہیں گی۔ اُن میں سے کسی صفت کا کسی بھی وقت اس کی ذات سے جُدا ہونا ناممکن ہے۔

اب دہلوی صاحب کے متبعین کا حال ملاحظہ فرمائیے کہ وہ اپنے امام کی پیروی اور

---

[1] محمد اسمٰعیل دہلوی، مولوی: تقویۃ الایمان، مطبوعہ اشرف پریس لاہور، ص ۵۳،۵۴

موافقت میں کس مقام تک پہنچے ہوئے ہیں۔ یہ تو قارئین کرام ہی اُن کے متعلق فیصلہ کر سکتے ہیں کہ یہ حضرات یہود کے اس مقام تک پہنچے ہیں یا نہیں جس کے متعلق اللہ تعالیٰ نے بتایا ہے کہ انہوں نے اپنے احبار و رہبان کو اللہ کے سوا رب بنا لیا ہے، جبکہ موصوف کے متبعین نے دہلوی صاحب کی موافقت میں خدا سے بھی رشتہ توڑ لیا۔ کلامِ الٰہی کی کی ترجمانی کے پردے میں پوری جرأت سے علمِ الٰہی کا انکار کر دیا۔ درج ذیل آیت کے تحت اُن کے رنگ برنگے ترجمے ملاحظہ ہوں:-

آیت:- وَمَا جَعَلْنَا الْقِبْلَةَ الَّتِي كُنْتَ عَلَيْهَا إِلَّا لِنَعْلَمَ مَنْ يَتَّبِعُ الرَّسُولَ مِمَّنْ يَنْقَلِبُ عَلَىٰ عَقِبَيْهِ ؕ

(البقرہ: آیت ۱۴۳)

- اور نہیں مقرر کیا تھا ہم نے وہ قبلہ کہ جس پر تو پہلے تھا مگر اس واسطے کہ معلوم کریں کہ کون تابع رہے گا رسول کا اور کون پھر جائیگا اُلٹے پاؤں (مولوی محمود حسن صاحب)
- اور جس سمت قبلہ پر آپ رہ چکے ہیں (یعنی بیت المقدس) وہ تو محض اِس لئے تھا کہ ہم کو معلوم ہو جائے کہ کون تو رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کا اتباع اختیار کرتا ہے اور کون پیچھے کو ہٹتا جاتا ہے (مولوی اشرف علی تھانوی صاحب)
- اور جس قبلے پر تم (پہلے) تھے اُس کو ہم نے اس لئے مقرر کیا تھا کہ معلوم کریں کہ کون (ہمارے) پیغمبر کا تابع رہتا ہے اور کون اُلٹے پاؤں پھر جاتا ہے۔ (مولوی فتح محمد جالندھری صاحب)
- اور اگر ہم نے اتنے دنوں تک تمہیں اُلٹی قبلہ پر رہنے دیا جس کی طرف تم رُخ کر کے نماز پڑھا کرتے تھے تو یہ اس لئے تھا تاکہ (وقت پر) معلوم ہو جائے کون لوگ اللہ کے رسول کی پیروی میں سچے ہیں اور کون لوگ (دِل کے کچے ہیں جو آزمائش میں پڑ کر) اُلٹے پاؤں پھر جانے والے ہیں (ابوالکلام آزاد صاحب)

مذکورہ چاروں حضرات نے اِس آیت کے لفظ لِنَعْلَمَ کا ترجمہ معلوم کریں اور ہم کو معلوم ہو جائے وغیرہ الفاظ سے کیا ہے۔ معلوم ہوا کہ اِن چاروں ترجمہ کرنے والوں کا پختہ

یقین تھا کہ تحویل قبلہ سے پہلے اللہ تعالیٰ کو بالکل معلوم نہیں تھا کہ کون ہمارے رسول کی پیروی کریگا اور کون اُلٹے پاؤں پھر جائیگا۔ اپنے خالق و مالک کی صفت علم کا انکار کرکے اپنی کلمہ گوئی کی نفی کردی اور خدا کا ساتھ چھوڑ دیا لیکن اپنے امام، مولوی محمد اسمٰعیل دہلوی صاحب کی عقیدت و محبت میں اپنی پختگی بھی دکھادی کہ اُن کی محبت میں خدا کی محبت بھی حائل نہ ہوسکی۔ اب اِن چاروں ترجموں کے ساتھ اِسی لفظ لِنَعْلَمَ کے تین ترجمے اور ملاحظہ ہوں:۔

۱۔ ہم جان لیں (سر سیّد احمد خاں صاحب)

۲۔ ہم معلوم کرلیں (ڈپٹی نذیر احمد صاحب)

۳۔ ہمیں معلوم ہوجائے (مرزا حیرت دہلوی صاحب)

مذکورہ ساتوں مترجمین نے خدا کو بے خبر بتاکر ممکن ہے اپنے اپنے دِل خوش کرلئے ہوں یا اُن لوگوں کو خوش کرلیا ہو جن کی رضامندی کے لئے یہ وبال سر پر لیا تھا۔ ہم اُن اِتنے بڑے آدمیوں کے متعلق کیا کہہ سکتے ہیں، ہاں اُن کی جرأت ہمیں حیران ضرور کرگئی۔

ؔ کہنے والے اپنی اپنی کہہ گئے
ہم تو اُن کے منہ ہی تکتے رہ گئے

کاش! یہ مترجمین خدا کو بے خبر بتاکر اپنی عاقبت کے لئے ایسا زادِ راہ جمع نہ کرتے تو اُن کا اپنا بھلا تھا۔ تفاسیر معتبرہ کی روشنی میں کئے ہوئے امام احمد رضا خاں بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کے اردو ترجمے ہی کو دیکھ لیتے جنہوں نے لکھا ہے ــــــــ "اور اے محبوب! تم پہلے جس قبلہ پر تھے ہم نے اسی لئے مقرر کیا تھا کہ دیکھیں کون رسول کی پیروی کرتا ہے اور کون پیچھے کو پلٹا جاتا ہے۔" (کنز الایمان)

ؔ محبت کے کوچے میں جو مٹ گئے ہیں
ہے زیبا انہیں پر قبائے محبت

## آیت نمبر۲:۔ وَلَمَّا يَعْلَمِ اللّٰهُ الَّذِيْنَ جَاهَدُوْا مِنْكُمْ

وَ يَعْلَمَ الصّٰبِرِيْنَ ۝ (آلِ عمران: آیت ۱۴۲)

- اور ابھی تک معلوم نہیں کیا اللہ نے جو لڑنے والے ہیں تم میں اور معلوم نہیں کیا ثابت رہنے والوں کو (مولوی محمود حسن صاحب)
- حالانکہ ابھی خدا نے تم میں سے جہاد کرنے والوں کو تو اچھی طرح معلوم کیا ہی نہیں اور (یہ بھی مقصود ہے کہ) وہ ثابت قدم رہنے والوں کو معلوم کرے۔ (مولوی فتح محمد جالندھری صاحب)

اِس آیت میں بھی دونوں حضرات نے خدائے علیم و خبیر کو بے خبر ٹھہرایا ہے، جبکہ تفاسیر معتبرہ کی روشنی میں عظمتِ خداوندی کے مطابق امام احمد رضا خاں بریلوی نے یُوں ترجمہ کیا ہے ـــــ "اور اللہ نے تمہارے غازیوں کا امتحان نہ لیا اور نہ صبر والوں کی آزمائش کی"۔

# دوسری مثال

متحدہ ہندوستان میں وہابیت کا سنگِ بنیاد رکھنے والے یعنی امام الوہابیہ ثانی، مولوی محمد اسمٰعیل دہلوی صاحب نے تقویۃ الایمان میں اپنے اللہ صاحب کی شان بیان کرتے ہوئے یہ بھی لکھا ہے ـــــ "سو اللہ کے مکر سے ڈرا چاہیئے"۔[۱]

مکر و فریب کرنا عیب ہے جبکہ اللہ تعالیٰ جملہ عیوب و نقائص سے پاک اور منزّہ ہے۔ معلوم نہیں پھر کیوں دہلوی صاحب نے اللہ تعالیٰ کو مکّار قرار دے کر اُس کے مکر سے ڈرنے کی تلقین فرمائی ہے۔ مسلمان تو ایسا عقیدہ رکھنے کو ہمیشہ سے کفر سمجھتے آئے ہیں اور ہمیشہ ایسا ہی سمجھتے رہیں گے لیکن دہلوی صاحب کے معتقدین نے پُوری اُمتِ محمدیہ اور کتاب و سنّت کے خلاف اِسی بات کو عقیدہ بنا لیا کہ اللہ تعالیٰ واقعی مکر کرتا ہے اور بعض آیتوں کا ترجمہ کرتے ہوئے انہوں نے ذاتِ سُبّوح و قُدّوس پر مکر کا دھبّہ لگا کر اپنے امام کی تائید و تصدیق کا یُوں حق ادا کیا ہے۔

---

[۱] محمد اسماعیل دہلوی، مولوی: تقویۃ الایمان، مطبوعہ اشرف پریس لاہور، ص ۸۹

آیت نمبر ۳ :- وَمَکَرُوْا وَمَکَرَ اللّٰہُ ؕ وَاللّٰہُ خَیْرُ الْمَاکِرِیْنَ ○

(آلِ عمران، آیت ۵۴)

- اور مکر کیا اُن کافروں نے اور مکر کیا اللہ نے اور اللہ کا داؤ سب سے بہتر ہے۔ (مولوی محمود حسن صاحب)
- اور وہ (یعنی یہود قتل عیسیٰ کے بارے میں ایک) چال چلے اور خدا بھی (عیسیٰ کو بچانے کے لئے) چال چلا اور خدا خوب چال چلنے والا ہے۔ (مولوی فتح محمد جالندھری صاحب)

مذکورہ دونوں ترجموں کے خط کشیدہ الفاظ کو غیر جانب ہو کر دیکھیے کہ کیا اِن سے عظمتِ خداوندی پر کوئی حرف تو نہیں آتا؟ کیا مکر کرنا، داؤ کرنا اور چال چلنا اُس بے عیب ذات کی شان کے خلاف نہیں ہیں؟ خدا توفیق دے اور قسمت یاوری کرے تو یہ ترجمہ پڑھ کر فیصلہ کر لیا جائے: ـــ اور کافروں نے مکر کیا اور اللہ نے اُن کے ہلاک کی خفیہ تدبیر فرمائی اور اللہ سب سے بہتر چھپی تدبیر والا ہے۔ (کنز الایمان)

آیت نمبر ۴ :- اَفَاَمِنُوْا مَکْرَ اللّٰہِ ج فَلَا یَاْمَنُ مَکْرَ اللّٰہِ اِلَّا الْقَوْمُ الْخٰسِرُوْنَ (الاعراف، آیت ۹۹)

- کیا بے ڈر ہو گئے اللہ کے داؤ سے، سو بے ڈر نہیں ہوتے اللہ کے داؤ سے مگر خرابی میں پڑنے والے (مولوی محمود حسن صاحب)
- کیا وہ: اللہ کی چال سے بے خوف ہو گئے ہیں۔ سو اللہ کی چال سے تو وہی لوگ بے خوف ہوتے ہیں جن کو برباد ہونا ہے (جناب ابوالاعلیٰ مودودی صاحب)

بہتر ہوتا کہ یہ دونوں حضرات ہی پہلے امام احمد رضا خاں بریلوی کی بارگاہ میں سرِ نیاز خم کر کے قرآن فہمی کا شعور حاصل کرتے۔ چودھویں صدی کے مجددِ برحق نے اِس آیت کا ترجمہ یوں کیا ہے ـــ " کیا اللہ کی خفی تدبیر سے بے خبر ہیں، تو اللہ کی خفی تدبیر سے

نڈر نہیں ہوتے مگر تباہی والے"۔ (کنز الایمان)

آیت نمبر ۵:۔ وَقَدْ مَكَرَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ فَلِلّٰهِ الْمَكْرُ جَمِيْعًا ط (الرعد : آیت ۴۲)

• اور فریب کر چکے ہیں جو اُن سے پہلے تھے، سو اللہ کے ہاتھ میں ہے سب فریب (مولوی محمود حسن صاحب)

• جو لوگ اِن سے پہلے تھے وہ بھی (بہتیری) چالیں چلتے رہے ہیں، سو چال تو سب اللہ ہی کی ہے۔ (مولوی فتح محمد جالندھری صاحب)

معلوم نہیں اِن حضرات نے کس دل گردے کیساتھ اپنے پیدا کرنے والے کی صفات میں فریب کرنے اور چال چلنے کو شامل کر دکھایا اور وہ بھی قرآنِ مجید کی ترجمانی کے پردے میں تاکہ بے خبر لوگ یہی سمجھیں کہ اس آیت کا مفہوم یہی ہے۔ حالانکہ اس آیت کے حقیقی مفہوم کو امام احمد رضا خاں بریلوی علیہ الرحمہ نے اِن لفظوں میں بیان کیا ہے ——— "اور اُن سے اگلے فریب کر چکے ہیں تو ساری خفیہ تدبیر کا مالک تو اللہ ہی ہے"۔ (کنز الایمان)

نمبر ۳ تا نمبر ۵، اِن تینوں آیتوں کا ترجمہ کرتے ہوئے دہلوی صاحب کے معتقدین نے اپنے امام علی الاطلاق کا ایسا ساتھ نبھایا کہ اپنے خالق و مالک کی بھی پروا نہ کی۔ خدائے سُبّوح و قُدّوس کی بے عیب ذات پر مکر و فریب، داؤ گھات اور چال بازی کے دھبّے لگا دیئے، ایسا کرتے ہوئے خوفِ خدا اور خطرۂ روزِ جزاء کو بھی خطرے میں نہ لائے اور اپنے امام کے مقابلے پر خدا کو بھی اہمیّت نہیں دی ——— حالات کی ستم ظریفی کہ ہمیں ایسے نامناسب کلمات نوکِ قلم پر لانے پڑ رہے ہیں۔ مجبوری یہی تو ہے کہ باطل کے بُطلان کی اِس کے سوا اور کوئی صورت بھی تو نظر نہیں آتی۔ گویا:۔

حافظ بخود نپوشید ایں خرقۂ مے آلود
اے شیخ پاک دامن معذور دار ما را

# تیسری مثال

مولوی محمد اسمٰعیل دہلوی صاحب کی معنوی ذرّیت توحید کا ڈھنڈورا بڑے اُونچے سُروں میں پیٹتی ہے۔ اِن مہربانوں کے پاس ایسی توحید ہے جو کچّے شیشے سے بھی زیادہ کمزور اور نازک ہے۔ اِن حضرات کی خانہ ساز توحید کو مسلمانوں کی ہر حرکت ٹھیس پہنچاتی بلکہ توڑ کر چکنا چور کرتی رہتی ہے۔ اِس پر بھی یہ شب و روز اپنی غیر اسلامی توحید کو بچانے پر اپنی ایڑی سے چوٹی تک کا بلکہ اپنے گاندھی مہاراج کی لنگوٹی تک کا زور لگائے رکھتے ہیں، جبکہ حقیقت کی نظر سے دیکھا جائے تو عظمتِ خداوندی کے مُنکرین میں یہ حضرات اپنی مثال خود آپ ہیں۔ آیئے! اس بات کو ذرا اِن کے قرآنی ترجموں میں جھانک کر دیکھتے ہیں:۔

## آیت نمبر ۶:۔

وَ اِذَا لَقُوا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا قَالُوْٓا اٰمَنَّا وَ اِذَا خَلَوْا اِلٰی شَیٰطِیْنِهِمْ قَالُوْٓا اِنَّا مَعَكُمْ اِنَّمَا نَحْنُ مُسْتَهْزِءُوْنَ ۝ اَللّٰهُ یَسْتَهْزِئُ بِهِمْ وَ یَمُدُّهُمْ فِیْ طُغْیَانِهِمْ یَعْمَهُوْنَ ۝ (البقرہ: آیت ۱۴، ۱۵)

مذکورہ آیت ۱۵ کے الفاظ یَسْتَهْزِئُ بِهِمْ کے ترجمے ملاحظہ ہوں۔

۱۔ اللہ ہنسی کرتا ہے اُن سے (مولوی محمود حسن صاحب)

۲۔ اُن (منافقوں) سے خدا ہنسی کرتا ہے (مولوی فتح محمد جالندھری صاحب)

۳۔ اللہ اُن سے ٹھٹھا کرتا ہے (سر سیّد احمد خاں صاحب)

۴۔ اللہ اُن کو بناتا ہے (ڈپٹی نذیر احمد صاحب)

۵۔ اللہ ہنسی اڑاتا ہے اُن کی (مرزا حیرت دہلوی صاحب)

۶۔ اللہ جلّ شانہٗ اُن سے دل لگی کرتا ہے (مولوی وحید الزمان خاں حیدر آبادی صاحب)

مذکورہ ترجموں کو بار بار غور سے پڑھ کر سوچیے تو سہی کہ اِن حضرات نے بے عیب خدا پر منافقوں سے مذاق، ہنسی، دِل لگی اور ٹھٹھا کرنے کا الزام لگایا ہے۔ غور فرمائیے کہ انہوں نے آخر خدا کو کیا سمجھا؟ کیا اِن ترجموں سے یہ محسوس ہوتا ہے کہ مذکورہ مترجمین کے دِلوں اور دماغوں میں شانِ کبریائی کا کوئی تصور موجود تھا؟ کیا خوفِ خدا اور خطرۂ روزِ جزاء نام کی چیز کا اُن کے دِلوں میں موجود ہونے کا کوئی نشان نظر آتا ہے؟ —— کاش! شاعرِ مشرق نے اپنا ایک مشہور شعر اِن حضرات کو مخاطب کر کے یوں کہا ہوتا:۔

؎ اگر ہوتے یہ مجذوبِ فرنگی اس زمانے میں
تو اقبالؔ اِن کو سمجھاتا مقامِ کبریا کیا ہے

لگے ہاتھوں امام احمد رضا خاں بریلوی کا ترجمہ بھی ملاحظہ فرما لیا جائے اور انصاف کیجئے کہ کیا اِس سے بھی شانِ اُلوہیت پر کوئی دھبّہ لگتا ہے؟ ترجمہ یہ ہے:۔

"اللہ اُن سے استہزا فرماتا ہے (جیسا اس کی شان کے لائق ہے)"

## آیت نمبر ۷:۔ اِنَّ الْمُنٰفِقِیْنَ یُخٰدِعُوْنَ اللّٰہَ وَھُوَ خَادِعُھُمْ

(النساء: آیت ۱۴۲)

- البتہ منافق دغا بازی کرتے ہیں اللہ سے اور وہی اُن کو دغا دے گا

(مولوی محمود حسن صاحب)

موصوف اپنے پیدا کرنے والے کو دغا باز بنا رہے ہیں اور شاید اسی جرأت مندی کے باعث ایک پوری جماعت انہیں بہت بڑا بزرگ سمجھتی، صاحبِ کشف و کرامت شمار کرتی اور شیخ الہند کے لقب سے یاد کرتی ہے جبکہ اُن کے ترجموں سے تو یہی محسوس ہوتا ہے کہ انہوں نے عظمتِ خداوندی کو اپنے دل و دماغ سے نکال کر اپنی کلمہ گوئی کی بھی نفی کر دی تھی۔ جس پر بعض حضرات کو آج تک یہی کہنا پڑ رہا ہے۔

؎ غیروں کے ساتھ مل کر خوشیاں منا رہے تھے
یوں اپنے آشیاں کو خود ہی جلا رہے تھے

کاش! وہ امام احمد رضا خاں بریلوی سے الٰہیات کے مسائل پڑھ لیتے کہ بارگاہِ خداوندی کا ادب و احترام دل و دماغ میں سماجاتا۔ دیکھیے اعلیٰ حضرت نے اس آیت کا ترجمہ عظمتِ خداوندی کو ملحوظ رکھتے ہوئے یوں کیا ہے: ـــــــ "بے شک منافق لوگ اپنے گمان میں اللہ کو فریب دینا چاہتے ہیں اور وہی انہیں غافل کر کے مارے گا۔ (کنز الایمان)

ترجمہ قرآن کا لکھا کنزِ ایماں کر دیا
اے مفسر! واقفِ رمزِ خدا پائندہ باد

## آیت نمبر ۸ :- نَسُوا اللّٰهَ فَنَسِيَهُمْ ۚ (التوبہ: آیت ٦٧)

- بھول گئے اللہ کو سو وہ بھول گیا اُن کو (مولوی محمود الحسن صاحب)
- اُنھوں نے خدا کا خیال نہ کیا، پس خدا نے اُن کا خیال نہ کیا (مولوی اشرف علی تھانوی صاحب)
- اُنھوں نے خدا کو بھلا دیا تو خُدا نے اُن کو بھلا دیا (مولوی فتح محمد جالندھری صاحب)
- اُنھوں نے اللہ کو بھلا دیا، نتیجہ یہ نکلا کہ یہ بھی اللہ کے حضور بھلا دیئے گئے۔ (ابوالکلام آزاد صاحب)

قرآن مجید کی ترجمانی کے پردے میں مذکورہ چاروں مترجمین نے بھولنے کی تہمت ذاتِ باری تعالیٰ پر رکھی ہے۔ کیا کوئی مسلمان ایک لمحہ کے لئے بھی یہ گمان کر سکتا ہے کہ خدائے علیم و خبیر جس کی شان لَا يَضِلُّ رَبِّي وَلَا يَنسَى ہے، وہ بھی کبھی بھول سکتا ہے اور بھول چوک کی اُس کی ارفع و اعلیٰ ذات تک رسائی ہو سکتی ہے یہ قرآنِ کریم کے ذریعے اُن لوگوں کا رشتہ اپنے پروردگار سے توڑا جا رہا ہے جو اللہ رب العزت اور اُس کے کلام پر ایمان رکھتے ہیں۔ شاعرِ مشرق نے شاید ایسی ہی ستم ظریفی پر یہ احتجاج کیا تھا۔ ؎

خداوند یہ تیرے سادہ دِل بندے کدھر جائیں
کہ درویشی بھی عیّاری ہے سلطانی بھی عیّاری

ملاحظہ ہو کہ عظمتِ خداوندی کے رازداں امام احمد رضا خاں بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے اِس قرآنی جملے کا ترجمہ یوں کیا ہے ـــ ”وہ اللہ کو چھوڑ بیٹھے تو اللہ نے انہیں چھوڑ دیا۔“ گویا ؎

یہی تقویٰ ہے، یہی زُہد، یہی حُسنِ عمل
کوئی سرمایہ نہیں تیری محبت کے سِوا

# چوتھی مثال

مولوی محمد اسمٰعیل دہلوی صاحب (المتوفی ۱۲۴۶ھ/ ۱۸۳۱ء) کو شانِ رسالت کی توہین و تنقیص میں خاص لطف محسوس ہوتا تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کے گستاخوں میں سے کافروں اور منافقوں کے بعض سرغنوں۔ نے جَل بُھن کر آپ کی شان میں بڑے نازیبا کلمات کہے ہیں جو قرآن وحدیث کے اندر موجود ہیں لیکن موصوف نے تقویۃ الایمان نامی کتاب لکھتے ہوئے بدزبانی میں پچھلے سارے گستاخانِ رسول کے ریکارڈ توڑ کر برٹش گورنمنٹ کی نوازش سے ایک نیا اور سب سے اُونچا ریکارڈ قائم کر کے اس میدان کی بین الاقوامی چیمپئن شپ حاصل کرلی ہے۔ موصوف کے متبعین نے قرآنِ مجید کی ترجمانی کرتے ہوئے بھی اپنے امام کے نقشِ قدم پر چلنے میں ذرا کوتاہی نہیں کی۔ اِس موضوع سے تعلق رکھنے والی چند آیتیں بطور نمونہ قارئین کرام کی خدمت میں پیش کرتا ہوں:۔

## آیت نمبر ۹ :۔ وَوَجَدَكَ ضَآلًّا فَهَدٰى ۝ (الضحیٰ: آیت ۷)

- اور پایا تجھ کو بھٹکتا پھر راہ سجھائی (مولوی محمود حسن صاحب)
- اور اللہ تعالیٰ نے آپ کو بے خبر پایا سو رستہ بتلایا (مولوی اشرف تھانوی صاحب)
- اور رستے سے ناواقف دیکھا تو رستہ دکھایا (مولوی فتح محمد جالندھری صاحب)
- اور آپ کو بے خبر پایا سو راستہ بتا دیا (مولوی عبدالماجد دریابادی صاحب)
- اور تمہیں ناواقفِ راہ پایا اور پھر ہدایت بخشی (ابوالاعلیٰ مودودی صاحب)

عربی زبان میں ضلالت کے کتنے ہی معانی ہیں جن میں سے ایک گمراہی بھی ہے۔
مذکورہ پانچوں مترجمین نے اپنے میلانِ طبع کے باعث کائناتِ ارضی وسماوی کے سب سے بڑے ہادی یعنی امام الانبیاء وسیّد المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم پر بھٹکنے، صراطِ مستقیم سے بے خبر اور راہِ ہدایت سے ناواقف ہونے کا الزام لگا کر ایک جانب اپنے دلوں کی لگی بجھائی ہے اور دوسری طرف اپنے امام علی الاطلاق کی تائید وتصدیق کر کے شیطان سے خوشنودی کا سرٹیفیکیٹ حاصل کیا ہے۔ جس ہستی کے بارے میں پروردگارِ عالم گواہی دے رہا ہے کہ مَا ضَلَّ صَاحِبُكُمْ وَمَا غَوٰى (النجم: آیت ۲) یہ اُسی معلّمِ کائنات کو بھٹکتا ہوا اور بے خبر و ناواقفِ راہ بتا رہے ہیں۔ افسوس!

ے دیکھو تو دلفریبیٔ اندازِ نقشِ پا
موجِ خرامِ یار بھی کیا گل کتر گئی

قارئینِ کرام ملاحظہ فرمائیں کہ چودھویں صدی میں سرمایۂ ملت کی نگہبانی اور عقیدۂ رسالت کی پاسبانی کرنے والے امام احمد رضا خاں بریلوی علیہ الرحمہ نے اِس آیت کا کیا ترجمہ کیا ہے:
"اور تمہیں اپنی محبت میں خود رفتہ پایا تو اپنی طرف راہ دی"
حق یہ ہے کہ اُس رہنماؤں کے رہنما اور پیشواؤں کے پیشوا کو بھٹکتا ہوا اور راہِ ہدایت سے بے خبر و ناواقف وہی شخص کہہ سکتا ہے جو خود منزلِ دنیا میں بھٹک رہا ہو اور راہِ ہدایت سے ناواقف و بے خبر رہا ہو۔ یہ بھی حقیقت ہے کہ صاحبِ ایمان تو قرآنِ مجید میں اُن کے رُخِ انور کی تابانی کو دیکھ کر بے اختیار پکار اُٹھتا ہے۔

ے تیرے مصحفِ رُخ کو اللہ رکھے
یہ قرآں ہے ایماں لانے کے قابل

## آیت نمبر ۱۰:- وَلَئِنِ اتَّبَعْتَ اَهْوَاءَهُمْ مِنْ بَعْدِ مَا جَآءَكَ مِنَ الْعِلْمِ مَا لَكَ مِنَ اللّٰهِ مِنْ وَّلِيٍّ وَّلَا نَصِيْرٍ ۝

(البقرہ: آیت ۱۲۰)

- اور اگر بالفرض تو تابعداری کرے اُن کی خواہشوں کی بعد اِس کے جو تجھ کو پہنچا علم تو
- تیرا کوئی نہیں اللہ کے ہاتھ سے حمایت کرنے والا اور نہ مددگا (مولوی محمود حسن صاحب)
- اور اگر آپ اتباع کرنے لگیں اُن کے غلط خیالات کا علم قطعی ثابت بالوحی آ چکنے کے بعد تو آپ کا کوئی خدا سے بچانے والا نہ یار نکلے گا نہ مددگار۔

(مولوی اشرف علی تھانوی صاحب)

- اور پیغمبر! اگر تم اس کے بعد کہ تمہارے پاس علم یعنی قرآن آ چکا ہے، اُن کی خواہشوں پر چلے تو پھر تم کو خدا کے غضب سے بچانے والا نہ کوئی دوست ہوگا نہ کوئی مددگار۔

(ڈپٹی نذیر احمد صاحب)

- اور اگر آپ بعد اس علم کے جو آپ کو پہنچ چکا ہے، اُن کی خواہشوں کی پیروی کرنے لگے تو آپ کے لئے اللہ کی گرفت کے مقابلے میں نہ کوئی یار ہوگا نہ مددگار۔

(مولوی عبدالماجد دریابادی صاحب)

- ورنہ اگر اُس علم کے بعد جو تمہارے پاس آ چکا ہے، تم نے اُن کی خواہشات کی پیروی کی، تو اللہ کی پکڑ سے بچانے والا کوئی دوست اور مددگار تمہارے لئے نہیں ہے (ابو الاعلیٰ مودودی صاحب)

مذکورہ پانچوں حضرات کے ترجموں کو دیکھ لیجئے کہ ہر مترجم کے نزدیک پروردگارِ عالم اپنے محبوب کو ڈانٹ پلا رہا ہے کہ اگر تم نے کافروں کی خواہشات پر عمل کیا تو تمہیں میری گرفت سے کوئی نہیں بچا سکے گا —— سوال پیدا ہوتا ہے کہ کیا ایسا ہونا شرعاً ممکن ہے کہ رحمتِ دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کافروں کی خواہشات پر عمل کرنے لگتے؟ ہرگز ایسا نہیں ہو سکتا تھا کیونکہ جملہ انبیاء کرام کی طرح وہ معصوم تھے بلکہ سب سے بڑھ کر معصوم اور سب سے زیادہ رضائے الٰہی کا پاس لحاظ رکھنے والے تھے۔ اگر اِن پانچوں مترجمین کا آپ کے معصوم ہونے پر یقین ہوتا تو ہرگز اِس آیت کو فخرِ دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر چسپاں نہ کرتے بلکہ شانِ رسالت کے علمبردار امام احمد رضا خاں بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کی طرح یوں ترجمہ کرتے —— "اور (اے سننے والے کسے باشد) اگر

تو اُن کی خواہشوں کا پیرو ہوا بعد اس کے کہ تجھے علم آچکا تو اللہ سے کوئی تیرا بچانے والا ہوگا اور نہ مددگار" ـــــ مذکورہ پانچوں حضرات نے اس طرح کیوں نہیں کیا؟ بات درحقیقت یہ ہے کہ اُن حضرات نے اپنے امام علی الاطلاق کی پیروی میں توہین رسالت کو اپنے دین کا اولین رکن بنالیا تھا:۔

بے وجہ تو نہیں ہیں چمن کی تباہیاں
کچھ باغباں تھے برق و شرر سے ملے ہوئے

## آیت نمبر ۱۱ ۔ فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ وَاسْتَغْفِرْهُ ۚ إِنَّهُ كَانَ تَوَّابًا ۝ (النصر : آیت ۳)

- تو پاکی بول اپنے رب کی خوبیاں اور گناہ بخشوا اُس سے۔ بیشک وہ معاف کرنے والا ہے (مولوی محمود حسن صاحب)
- تو اب پروردگار کی حمد و ثنا کرو اور اپنی خطاؤں کی معافی مانگو۔ یقیناً وہ بڑا توبہ قبول کرنے والا ہے (ابوالکلام آزاد صاحب)

مشرکین ہند کے بے تاج بادشاہ یعنی گاندھی جی کے بنائے ہوئے شیخ الہند صاحب بتا رہے ہیں کہ پروردگارِ عالم نے اپنے محبوب سے فرمایا کہ گناہ بخشوا اور اُن کے امام الہند صاحب کے نزدیک خدا نے اپنے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے فرمایا کہ اپنی خطاؤں کی معافی مانگو۔ کاش! یہ دونوں حضرات، گاندھویت کی ترنگ سے آزاد ہو کر کسی وقت یہ سوچ لیتے کہ انبیائے کرام تو گناہوں سے معصوم ہوتے ہیں تو ہم امام الانبیاء صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر گناہوں اور خطاؤں کی تہمت لگا کر اپنے ایمانوں کا بیڑہ اپنے ہندو پروردگاروں کی گنگا میں کیوں غرق کریں۔ زمین پر چلنے والے مسلمانوں کی باتیں وہ سننا پسند ہی نہیں کرتے تھے کیونکہ وہ گاندھی کی آندھی میں تنکوں کی طرح فضاؤں میں اڑتے پھرتے تھے۔ یہ حضرات ہندوؤں کی تجوریوں کے پجاری تھے جب کہ امام احمد رضا خاں ـــــ "تو اپنے رب کی ثنا کرتے ہوئے اس کی پاکی بولو اور اس سے

بخشش چاہو بیشک وہ بہت توبہ قبول کرنے والا ہے"۔۔۔۔ کے لفظوں میں ترجمہ کر کے اُن کے ذہنوں میں کوئے یار کا تقدس بٹھلانے کی یُوں کوشش فرمارہے ہیں۔

حرم کی زمین اور قدم رکھ کے چلنا
ارے سر کا موقع ہے او جانے والے

## آیت نمبر ۱۲ :- فَاصْبِرْ اِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ وَّ اسْتَغْفِرْ لِذَنْۢبِكَ وَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ بِالْعَشِيِّ وَالْاِبْكَارِ ۝ (المؤمن : آیت ۵۵)

- سو ٹھہرا رہ بیشک وعدہ اللہ کا ٹھیک ہے اور بخشوا اپنا گناہ اور پاکی بول اپنے رب کی خوبیاں شام کو اور صبح کو (مولوی محمود حسن صاحب)
- سو آپ صبر کیجئے، بیشک اللہ کا وعدہ سچا ہے اور اپنے گناہ کی معافی مانگیے اور شام اور صبح اپنے رب کی تسبیح وتحمید کرتے رہیئے (مولوی اشرف علی تھانوی صاحب)
- تو صبر کرو بیشک خدا کا وعدہ سچا ہے اور اپنے گناہوں کی معافی مانگو اور صبح شام اپنے پروردگار کی تعریف کیساتھ تسبیح کرتے رہو (مولوی فتح محمد جالندھری صاحب)
- پس (اے نبی) صبر کیجئے، اللہ کا وعدہ برحق ہے اور اپنے گناہ کے لئے مغفرت طلب کیجئے اور شام اور صبح اپنے رب کی حمد کے ساتھ اس کی تسبیح بیان کرتے رہیئے (ابوالکلام آزاد)
- سو آپ صبر کیجئے، بیشک اللہ کا وعدہ سچا ہے اور معافی مانگیے اپنی کوتاہی کی اور اپنے پروردگار کی تسبیح وحمد شام اور صبح کرتے رہیئے۔ (مولوی عبدالماجد دریابادی صاحب)
- پس اے نبی صبر کرو، اللہ کا وعدہ برحق ہے، اپنے قصور کی معافی چاہو اور صبح و شام اپنے رب کی حمد کیساتھ تسبیح کرتے رہو۔ (ابوالاعلیٰ مودودی صاحب)

مذکورہ نصف درجن مترجمین نے اس آیت کے تحت بھی قرآنِ مجید کی ترجمانی کے پردے میں مسلمانوں کو یہ باور کروانے کی کوشش کی ہے کہ پوری کائنات کے سردار اور جملہ انبیاء و مرسلین کے امام، سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بھی گناہ، کوتاہیاں

خطائیں اور قصور کیا کرتے تھے جن سے معافی مانگنے اور بخشوانے کا اُن کا پروردگار انہیں حکم دیا کرتا تھا۔ یہ حالات کی ستم ظریفی ہے کہ یہ حضرات نبی کے استغفار کی حقیقت کو چھپا کر عوام الناس کے سامنے امام الانبیاء کو بھی ایسے پیش کرتے ہیں کہ وہ اپنی اُمّت کے صالحین میں بھی نہیں بلکہ گنہگار اُمتّیوں کی صف میں نظر آنے لگتے ہیں۔ گویا:-

ے میں بھی ہوں، قاتل بھی ہے، خنجر بھی ہے، مقتل بھی ہے

آج بیدم فیصلہ ہوگا مری تقدیر کا

کاش! یہ جملہ مترجمین اپنے حال پر ترس کھاتے ہوئے امام احمد رضا خاں بریلوی کا ترجمہ پڑھ کر معلوم کر لیتے کہ اس آیت میں رحمتِ دوعالم، شفیع المذنبین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو استغفار کا حکم دینے کا مطلب کیا ہے؟ انہوں نے لکھا ہے:- "تو اے محبوب! تم صبر کرو، بیشک اللہ کا وعدہ سچا ہے اور اپنوں کے گناہوں کی معافی چاہو اور اپنے رب کی تعریف کرتے ہوئے صبح اور شام اس کی پاکی بولو (کنز الایمان)

ے یُوں جا رہا ہوں داورِ محشر کے سامنے

سینے پہ ہاتھ، ہاتھ میں تصویر یار ہے

## آیت نمبر ۱۳ :- فَاعْلَمْ اَنَّهٗ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاسْتَغْفِرْ لِذَنْۢبِكَ وَلِلْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِؕ (محمد: آیت ۱۹)

- سو تو جان لے کہ کسی کی بندگی نہیں سوائے اللہ کے اور معافی مانگ اپنے گناہ کے واسطے اور ایمان دار مردوں اور عورتوں کے لئے (مولوی محمود حسن صاحب)
- تو آپ اس کا یقین رکھیئے کہ بجز اللہ کے اور کوئی قابلِ عبادت نہیں اور آپ اپنی خطا کی معافی مانگتے رہیئے اور سب مسلمان مردوں اور سب مسلمان عورتوں کے لیئے بھی (مولوی اشرف علی تھانوی صاحب)
- پس جان رکھو کہ خدا کے سوا کوئی معبود نہیں اور اپنے گناہوں کی معافی مانگو اور مومن مردوں اور مومن عورتوں کے لئے بھی (مولوی فتح محمد جالندھری صاحب)

- سو اے نبی! آپ یقین رکھیے کہ اللہ کے سوا کوئی عبادت کا مستحق نہیں اور آپ اپنی خطاؤں کے لئے بخشش طلب کیجئے اور مسلمان مردوں اور عورتوں کے لیے بھی (ابو الکلام آزاد صاحب)
- تو آپ اِس کا یقین رکھیے کہ بجز اللہ کے کوئی معبود نہیں اور اپنی خطا کی معافی مانگتے رہیئے اور سارے ایمان والوں اور ایمان والیوں کے لئے بھی۔

(مولوی عبد الماجد دریا بادی صاحب)

- پس اے نبی خوب جان لو کہ اللہ کے سوا کوئی عبادت کا مستحق نہیں ہے اور معافی مانگو اپنے قصور کے لئے بھی اور مومن مردوں اور عورتوں کے لئے بھی۔

(ابو الاعلیٰ مودودی صاحب)

گزشتہ آیت کی طرح اِس آیت کے ترجمے میں بھی وہی لفظ، درجن مترجمین زور لگا رہے ہیں کہ سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بھی گناہ اور خطا کرتے رہتے تھے اور گویا اِس آیت میں اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب کو حکم دیا ہے کہ اپنے گناہوں اور خطاؤں کو معاف کرواتے رہا کرو۔ افسوس! اپنے امام علی الاطلاق کی پیروی میں کلمہ گوئی کا اِس درجہ انکار کہ نہ عظمتِ خداوندی ملحوظِ خاطر رہی اور نہ شانِ مصطفوی۔ کاش! یہ حضرات خوفِ خدا اور خطرۂ روزِ جزا کو ملحوظِ خاطر رکھتے لیکن کہاں سے جبکہ:-

؎ رنگت ہے، نزاکت ہے، لطافت ہے، مگر حیف
اِک بوئے وفا یہ گلِ رعنا نہیں رکھتے

اگر اِن حضرات کا مقصود مسلمانوں کا رُخ مدینہ منورہ سے سومنات کی جانب پھیرنا نہ ہوتا اور اہلِ اسلام کی رہنمائی ... کرنا چاہتے تو ملتِ اسلامیہ کی تفاسیرِ معتبرہ سے استفادہ کرتے ورنہ کم از کم کنز الایمان ہی کا مطالعہ کر لیتے کہ امام احمد رضا خاں بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے استغفارِ نبوی کی حقیقت کو واضح کرتے ہوئے یوں ترجمہ کیا ہے:-----

" تو جان لو کہ اللہ کے سوا کسی کی بندگی نہیں اور اے محبوب! اپنے خاصوں اور عام مسلمان مردوں اور عورتوں کے گناہوں کی معافی مانگو"۔--- اہلِ محبت کا یہی ایمان افروز

شعار ہوتا ہے۔ بھلا بے عیب خدا کے بے عیب محبوب کو وہ کس طرح گنہگار اور خطاکار کہہ سکتے ہیں؟

سے خونِ دلِ عاشق کے اُس قطرے کا کیا کہنا
دُنیائے وفا جس نے رنگین بنا ڈالی

## آیت نمبر ۱۴ :- اِنَّا فَتَحۡنَا لَكَ فَتۡحًا مُّبِيۡنًا ۝ لِّيَغۡفِرَ لَكَ اللّٰهُ مَا تَقَدَّمَ مِنۡ ذَنۡۢبِكَ وَمَا تَاَخَّرَ (الفتح: آیت ۱، ۲)

- ہم نے فیصلہ کر دیا تیرے واسطے صریح فیصلہ تاکہ معاف کرے تجھ کو اللہ جو آگے ہو چکے تیرے گناہ اور جو پیچھے رہے (مولوی محمود حسن صاحب)
- بیشک ہم نے آپ کو ایک کھلم کھلاّ فتح دی تاکہ اللہ تعالیٰ آپ کی اگلی پچھلی خطائیں معاف فرما دے (مولوی اشرف علی تھانوی صاحب)
- بیشک ہم نے آپ کو ایک کھلم کھلاّ فتح دی تاکہ اللہ آپ کی (سب) اگلی پچھلی خطائیں معاف کر دے (مولوی عبدالماجد دریابادی صاحب)
- اے پیغمبر! ہم نے آپ کو کھلی فتح دی تاکہ اللہ (اس کی وجہ سے) آپ کی اگلی اور پچھلی تمام خطاؤں کو معاف کر دے (ابوالکلام آزاد صاحب)
- اے نبی! ہم نے تم کو کھلی فتح عطا کر دی تاکہ اللہ تمہاری اگلی پچھلی ہر کوتاہی سے درگزر فرمائے (ابوالاعلیٰ مودودی صاحب)

پانچوں حضرات کے اِن ترجموں کو پھر پڑھیے اور خط کشیدہ الفاظ پر غور کیجئے کہ اِن میں سے ہر مترجم کی یہی کوشش ہے کہ اللہ رب العزت کے سب سے معصوم، سب سے زیادہ گناہوں سے دُور اور سب سے پاک باز بندے یعنی سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کو گنہگار اور خطاکار باور کرائیے۔ آخر جس ہستی کو خود اُن کے بے عیب خالق و مالک نے سب سے زیادہ بے عیب پیدا فرمایا، تو اُسی ہستی کو، اُسی کے اُمتی کہلاتے ہوئے عیب دار، گنہگار اور خطاکار منوانے کی اِن حضرات کو آخر کیا ضرورت پیش آگئی تھی؟

جب آدمی اِس بات کا احساس کر کے حقیقت کی تلاش میں نکل کھڑا ہوتا ہے تو حقیقت کی تہ میں پہنچ جانے پر وہ اِن کے متعلق یہی کہتا ہوا نظر آئے گا:۔

ے نگاہِ غور سے دیکھو تو عُقدہ صاف کھل جائے
وفا کے بھیس میں بیٹھے ہیں سارے بے وفا ہو کر

جب سرمایۂ ملّت کے نگہبان اور چودھویں صدی میں شانِ رسالت کے پاسبان یعنی امام احمد رضا خاں بریلوی علیہ الرحمہ سے اِن آیتوں کا ترجمہ پوچھا جاتا ہے تو وہ یوں بتاتے ہیں،۔ —"بے شک ہم نے تمھارے لئے روشن فتح فرما دی، تاکہ اللہ تمہارے سبب سے گناہ بخشے تمھارے اگلوں کے اور تمھارے پچھلوں کے (کنز الایمان)

—— یہ ہے اہلِ ادب کا ایمان!

ے کیونکر کروں نہ سجدہ رہِ کوئے یار میں
ہر ذرّہ ہے تجلّیٔ کعبہ لیے ہوئے

## آیت نمبر ۱۵

:- فَاِنْ یَّشَاِ اللّٰہُ یَخْتِمْ عَلٰی قَلْبِكَ (الشوریٰ، آیت ۲۴)

- سو اگر اللہ چاہے مُہر کر دے تیرے دِل پر (مولوی محمود حسن صاحب)
- سو خدا اگر چاہے تو آپ کے دِل پر بند لگا دے (مولوی اشرف علی تھانوی صاحب)
- اور خدا چاہے تو (اے محمدؐ!) تمھارے دِل پر مہر لگا دے (مولوی فتح محمد جالندھری صاحب)
- تو اللہ اگر چاہے تو آپ کے قلب پر مہر لگا دے (مولوی عبد الماجد دریابادی صاحب)
- سو اگر اللہ چاہے تو آپ کے دِل پر مہر لگا دے (جناب ابو الکلام آزاد صاحب)
- اگر اللہ چاہے تو تمہارے دِل پر مہر کر دے (جناب ابو الاعلیٰ مودودی صاحب)

اِس آیت کے ہم نے پورے نصف درجن مترجمین کے ترجمے پیش کر دیئے ہیں۔ اِن بیچاروں کا اگر بس چلتا تو خدائے بے نیاز کی بارگاہ سے اُس کے سب سے برگزیدہ بندے اور خلیفۂ اعظم و محبوبِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کے قلبِ اطہر پر مہر لگوا کر چھوڑتے اور ایسا ہو جانے پر نبوت بھی چھن جاتی تو کوئی اُسے اپنے بُت پرست

گاندھی مہاراج کو دلوانے پر مصر ہوتا اور کوئی اپنے گورے آقاؤں میں سے کسی کے لئے زور لگاتا۔ افسوس!

راہزن خضرِ رہ کی قبا چھین کر
رہنما بن گئے دیکھتے دیکھتے

آیئے منشائے ربانی کو جاننے والے، مردِ حق آگاہ، امام احمد رضا خاں بریلوی رحمۃ اللہ علیہ سے اس آیت کا ترجمہ پوچھتے ہیں۔ اُنہوں نے لکھا ہے ـــــ "اور اللہ چاہے تو تمہارے دِل پر اپنی رحمت وحفاظت کی مہر فرمادے (کنز الایمان)

آخر وہ اِن لفظوں میں ترجمہ کیوں نہ کرتے جبکہ اُس پروانۂ شمعِ رسالت نے خود یوں لکھا ہے:۔

جان ہے عشقِ مصطفیٰ، روز فزوں کرے خدا
جس کو ہو درد کا مزہ، نازِ دوا اٹھائے کیوں

# پانچویں مثال

جب مولوی محمد اسمٰعیل دہلوی صاحب اور اُن کے متبعین کی تیر اندازی سے اللہ جل شانہٗ اور اس کا محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بھی نہ بچ سکے جیسا کہ سابقہ چاروں مثالوں سے مشتِ نمونہ از خروارے کے طور پر بیان کر چکا ہوں کیونکہ اِن البیلے مترجمین کی پوری کارگزاری تو ہماری کتاب "ایک طائرانہ نظر، قرآن مجید کے اردو ترجموں پر" میں ملاحظہ کی جا سکتی ہے جو شاید مستقبل قریب میں منظرِ عام پر آجائے۔ اِن حالات میں یہ حضرات باقی انبیائے کرام کو کس طرح نظر انداز کر دیتے اور انہیں بھلا کیوں اپنے تیروں کا نشانہ نہ بناتے جبکہ وہابیت تو نام ہی مقربینِ بارگاہِ الٰہیہ کے گستاخوں کے دین و مذہب کا ہے۔ اب چند ایسی آیتوں کے ترجمے ملاحظہ ہوں جن میں اِن حضرات نے دیگر انبیائے کرام کی شان میں گستاخیاں کی ہیں۔

**آیت نمبر ۱۶** :۔ وَعَصٰٓی اٰدَمُ رَبَّہٗ فَغَوٰی ۝ (طٰہٰ ۱۱: آیت ۱۲۱)

- اور حکم ٹالا آدم نے اپنے رب کا پھر راہ سے بہکا (مولوی محمود حسن صاحب)
- اور آدم سے اپنے رب کا قصور ہو گیا سو غلطی میں پڑ گئے (مولوی اشرف علی تھانوی)
- اور آدم نے اپنے پروردگار کے (حکم کے) خلاف کیا تو (وہ اپنے مطلوب سے) بے راہ ہو گئے (مولوی فتح محمد جالندھری صاحب)
- اور آدم سے اپنے پروردگار کا قصور ہو گیا سو وہ غلطی میں پڑ گئے (مولوی عبدالماجد دریا بادی صاحب)
- غرضیکہ آدم اپنے پروردگار کے کہنے پر نہ چلا، پس وہ (جنّت کی زندگی سے) بے راہ ہو گیا (ابوالکلام آزاد صاحب)

آدم نے اپنے رب کی نافرمانی کی اور راہِ راست سے بھٹک گیا (ابوالاعلیٰ مودودی صاحب)

اِن نصف درجن مترجمین میں سے کوئی ایک بھی ایسا نہیں جس نے حضرت آدم علیہ السلام کے معصوم ہونے کا خیال رکھا ہو بلکہ ہر ایک انہیں بہکا ہوا، بھٹکا ہوا اور قصوروار منوانے پر تلا ہوا ہے۔ اگر مذکورہ حضرات میں سے کسی ایک کے متعلق آج بھی لکھ دیا جائے کہ "فلاں مولوی صاحب نے اپنے رب کی نافرمانی کی اور وہ راہ راست سے بھٹک گیا تھا"، تو اُس کے عقیدت مند ایسے شخص کا سر پھوڑ ڈالیں گے بلکہ اُسے اگلے جہان میں پہنچا کر دم لیں گے۔ غور فرمائیے کہ جس پروردگار نے حضرت آدم علیہ السلام کے سر پر نبوت و خلافت کا تاج سجا کر انہیں مسجودِ ملائکہ بنایا تھا، اُس نے اِن جملہ مترجمین کا کس طرح استقبال کیا ہو گا؟ اگر آج لاکھوں حضرات اپنے اِن مولویوں کے خلاف ایک لفظ بھی برداشت نہیں کر سکتے تو انبیائے کرام کے خلاف خدا بھی ایک لفظ تک برداشت نہیں کرتا بلکہ اُن کی تعظیم کے منکر سے یوں صاف فرما کر جملہ گستاخانِ رسول کو متنبّہ کر دیا تھا:۔

| فَاخْرُجْ مِنْهَا فَاِنَّكَ رَجِیْمٌ ○ وَّ اِنَّ عَلَیْكَ اللَّعْنَةَ اِلٰی یَوْمِ الدِّیْنِ ○ (۱۵ : ۳۴، ۳۵) | جنّت سے نکل جا کہ تو مردود ہے اور بے شک قیامت تک تجھ پر لعنت ہے۔ |
|---|---|

آ یئے امام احمد رضا خاں بریلوی رحمۃ اللہ علیہ سے اس آیت کا حقیقی مفہوم معلوم کرتے ہیں ـــــ "اور آدم سے اپنے رب کے حکم میں لغزش واقع ہوئی تو جو مطلب چاہا تھا اس کی راہ نہ پائی (کنزالایمان) ـــــ کچھ سمجھے جناب!

ے خاک کے پتلے کو مسجودِ ملائک کر دیا
حضرتِ دل کی کرامت، عشق کا اعجاز تھا

## آیت نمبر ۱۷ :- حَتّٰۤی اِذَا اسْتَایْئَسَ الرُّسُلُ وَظَنُّوْۤا اَنَّهُمْ قَدْ كُذِبُوْا .... (یوسف : آیت ۱۱۰)

- یہاں تک کہ جب نا اُمید ہونے لگے رسول اور خیال کرنے لگے کہ اُن سے جھوٹ کہا گیا تھا (مولوی محمود حسن صاحب)
- یہاں تک کہ پیغمبر مایوس ہو گئے اور اُن کو گمان غالب ہو گیا کہ ہمارے فہم نے غلطی کی (مولوی اشرف علی تھانوی صاحب)
- یہاں تک کہ جب پیغمبر نا اُمید ہو گئے اور انہوں نے خیال کیا کہ (اپنی نصرت کے بارے میں جو بات انہوں نے کہی تھی اُس میں) وہ سچے نہ نکلے (مولوی فتح محمد جالندھری صاحب)
- یہاں تک کہ پیغمبر مایوس ہو گئے ہیں اور گمان کرتے لگے کہ اُن سے غلطی ہوئی۔ (مولوی عبدالماجد دریا بادی صاحب)
- یہاں تک کہ جب پیغمبر لوگوں سے مایوس ہو گئے اور لوگوں نے بھی سمجھ لیا کہ اُن سے جھوٹ بولا گیا تھا (ابوالاعلیٰ مودودی صاحب)

مذکورہ پانچوں حضرات میں سے بعض تو خدا پر جھوٹ کی تہمت لگا رہے ہیں اور بعض رسولوں پر جبکہ تھانوی صاحب رسولوں سے یہ اعتراف کروا رہے ہیں کہ

ہمارے فہم نے غلطی کی۔ کاش! یہ حضرات قرآنِ مجید کی ترجمانی کو بہانہ بنا کر مقدس شجرِ اسلام کے اندر غیر اسلامی عقائد و نظریات کی قلمیں نہ لگاتے تو سب سے زیادہ اُن کا اپنا ہی بھلا ہوتا۔ افسوس!

؎ کیا خبر تھی کہ لے کر چراغِ مصطفوی
جہاں میں آگ لگاتی پھرے گی بولہبی

آئیے ذرا اِس میدان کے محرمِ راز امام احمد رضا خاں بریلوی علیہ الرحمہ کی بھی سُن لیں کہ اِس آیت کا مطلب وہ کیا بتاتے ہیں: — "یہاں تک کہ جب رسولوں کو ظاہری اسباب کی اُمید نہ رہی اور لوگ سمجھے کہ رسولوں نے اُن سے غلط کہا تھا" (کنز الایمان)

؎ نہ جس نے درسگاہِ عشق میں تعلیم پائی ہو
مری باتیں وہ کیا سمجھے، وہ کیا میری زباں سمجھے

## آیت نمبر ۱۸۔ فَظَنَّ اَنْ لَّنْ نَّقْدِرَ عَلَيْهِ .... (الانبیاء آیت ۸۷)

- پھر سمجھا کہ ہم نہ پکڑ سکیں گے اُس کو (مولوی محمود حسن صاحب)
- اور خیال کیا کہ ہم اُن پر قابو نہیں پا سکیں گے (مولوی فتح محمد جالندھری صاحب)

یہ حضرت یونس علیہ السلام کے بارے میں ہے۔ دونوں حضرات نے ہی اللہ کے ایک نبی کے بارے میں ایسے خیالات کا اظہار کیا ہے جن کے تصور سے ہی ایک مسلمان کانپ اُٹھتا ہے۔ یہ ایک مسلّمہ حقیقت ہے کہ جملہ انبیائے کرام معصوم تھے کیونکہ پروردگارِ عالم نے انہیں اپنے بندوں کی رہنمائی کے لئے بے مثال نمونے بنا کر بھیجا تھا۔ اگر وہ معصوم نہ ہوتے تو ہدایت کے نمونے نہ ہوتے اور اُن کی اطاعت کو کبھی خدا اپنی اطاعت قرار نہ دیتا — کیا اللہ کا کوئی نبی ایک لمحہ کے لئے بھی یہ تصوّر کر سکتا ہے کہ اب اللہ تعالیٰ مجھے پکڑ نہیں سکے گا، یا اب وہ مجھ پر قابو نہیں پا سکے گا؟ — حضورِ والا! ایسا خیال تو ایک عام مسلمان بھی نہیں کر سکتا۔ یہ وہابی حضرات کے بڑوں ہی کا دل گردہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے خاص الخاص بندوں پر بھی ایسے گھٹیا

الزام لگاتے ہوئے ذرا نہیں جھجکتے اور چشم زدن میں ولایت کی منزلوں کو طے کرتے ہوئے کمالات میں انبیائے کرام سے بھی آگے نکل جاتے ہیں اور یہ ساری کارگزاری محض زبانی جمع و خرچ کے ذریعے لوگوں کو اُلّو بنانے کے لئے ہوتی ہے۔ اُن حضرات کے معتقدین سے ہماری مودّبانہ گزارش ہے:۔

مانگ لو حق سے توفیقِ دیں مانگ لو
نورِ ایمان، صدقِ یقیں مانگ لو

اگر بارِ خاطر نہ ہو تو دیکھ لیا جائے کہ امام احمد رضا بریلوی نے اس آیت کا ترجمہ کیا ہے۔ " تو گمان کیا کہ ہم اس پر تنگی نہ کریں گے "۔ ——— کیوں جناب!

اُن شہیدانِ وفا کی داستاں سمجھے گا کون
قطرہ قطرہ جن کے خوں کا قلزمِ صد راز تھا

## آیت نمبر ۱۹ :- قَالَ هٰۤؤُلَآءِ بَنٰتِيۡۤ اِنۡ كُنۡتُمۡ فٰعِلِيۡنَ ۝ (الحجرات: آیت ۱)

- بولا یہ حاضر ہیں میری بیٹیاں اگر تم کو کرنا ہے (مولوی محمود حسن صاحب)
- لوط نے فرمایا کہ یہ میری بیٹیاں موجود ہیں اگر تم میرا کہنا کرو (مولوی اشرف علی تھانوی صاحب)
- (لوط نے) کہا یہ میری بیٹیاں بھی تو موجود ہیں اگر تمہیں کچھ کرنا ہی ہے۔ (مولانا عبد الماجد دریا بادی صاحب
- لوط نے عاجز ہو کر کہا:۔ اگر تمہیں کچھ کرنا ہی ہے تو یہ میری بیٹیاں موجود ہیں۔ (جناب ابوالاعلیٰ مودودی صاحب)

چاروں حضرات کے ترجموں سے یہی بات سامنے آتی ہے کہ حضرت لوط علیہ السلام کی قوم کے بدمست اور لواطت کے شائق کافروں نے اِن کے مہمانوں کا قصد کیا تو انہوں نے مجبور ہو کر اور مہمانوں کی عزّت رکھنے کی خاطر اپنی بیٹیاں پیش کر دیں کہ جو کچھ کرنا ہے اِن سے کر لو۔ استغفر اللہ! ایسی بے عزّتی کا مظاہرہ تو ایک عام مسلمان بھی نہیں کر سکتا کہ وہ جیتے جی کسی کے سامنے اپنی بیٹیاں پیش کرے کہ جو کچھ کرنا ہے اِن کے

ساتھ کرلو۔ جبکہ ان مترجمین نے یہی تہمت اللہ کے ایک معصوم نبی کے سر پر تھوپی ہوئی ہے اور وہ بھی قرآنی آیت کی ترجمانی کے پردے میں تاکہ کسی کو اس مشقِ ستم کا علم بھی نہ ہو۔ عوام الناس کو پتہ ہی نہ لگے کہ یہ کلامِ الٰہی کا مطلب نہیں بتاتے بلکہ ایمان کو دلوں سے مٹاتے ہیں۔ افسوس!

قتلِ عاشق کسی معشوق سے کچھ دُور نہ تھا
پر تیرے عہد کے آگے تو یہ دستور نہ تھا

آیئے دیکھیں کہ امام احمد رضا خاں بریلوی اس آیت کا کیا مطلب بتا رہے ہیں۔

"کہا یہ قوم کی عورتیں میری بیٹیاں ہیں، اگر تمہیں کرنا ہے" (کنز الایمان)

مولوی ہرگز نہ شُد مولائے رُوم
تا غلامِ شمس تبریزی نہ شُد

## آیت نمبر ۲۰:۔ فَقَالَ اَحَطْتُّ بِمَا لَمْ تُحِطْ بِهٖ ......

(النمل، آیت ۲۲)

- کہا میں لے آیا خبر ایک چیز کی کہ تجھ کو اُس کی خبر نہ تھی (مولوی محمود حسن صاحب)۔
- کہنے لگا کہ میں ایسی بات معلوم کر کے آیا ہوں جو آپ کو معلوم نہیں ہوئی (مولوی اشرف علی تھانوی صاحب)
- کہنے لگا کہ مجھے ایک ایسی چیز معلوم ہوئی ہے جس کی آپ کو خبر نہیں (مولوی فتح محمد جالندھری صاحب)
- اور کہنے لگا کہ میں ایسی بات معلوم کر کے آیا ہوں جو آپ کو معلوم نہیں (مولوی عبدالماجد دریابادی صاحب)
- کہا میں وہ بات معلوم کر کے آیا ہوں جو آپ کے علم میں نہیں ہے (ابوالکلام آزاد صاحب)
- اس نے آ کر کہا: میں نے وہ معلومات حاصل کی ہیں جو آپ کے علم میں نہیں ہیں۔ (ابوالاعلیٰ مودودی صاحب)

یہ پورے نصف درجن مترجمین کا یہ ٹولہ ملکہ بلقیس سے متعلق ہُدہُد کے ادراک کو علم قرار دے رہا ہے اور سارے ہی پیش غولیش بارگاہِ نبوّت کے گستاخوں کو یہ مژدہ سُنا رہے ہیں کہ ہم نے قرآنِ مجید کے سمندر میں غواصی کر کے ایک بیش بہا چیز حاصل کرلی ہے کہ ہُدہُد جیسے جانور کے لئے قرآنِ کریم ایک ایسی بات کا علم مان رہا ہے جس کا اللہ کے نبی حضرت سلیمان علیہ السلام کو علم نہیں تھا۔ لہٰذا ہماری اِس ریسرچ پر دنیا بھر کے گستاخانِ رسول کو جشنِ مسرت منانا چاہیئے۔ یہ راز تو وہابی حضرات ہی کو معلوم ہوگا کہ وہ اپنی مشقِ ستم کے لئے مقربین بارگاہِ الٰہیہ ہی کا کیوں انتخاب کرتے ہیں؟

ے اُنہیں تو مشقِ تیرِ ناز کی دُھن ہے، وہ کیا جانیں
کسی کی جان جائے یا کسی کا دِل نشانہ ہو

دیکھیں تو سہی کہ تفاسیرِ معتبرہ کی روشنی میں امام احمد رضا خاں بریلوی رحمۃ اللہ علیہ جیسے دانائے راز نے کیا اِس آیت کا کوئی ایسا مطلب ترجمانی کے لفظوں میں بتایا ہے جس سے اللہ کے ایک نبی یعنی حضرت سلیمان علیہ السلام کی ردائے عظمت پر کوئی دھبّہ نہ آتا ہو۔ انہوں نے لکھا ہے:- "اور آکر عرض کی کہ میں وہ بات دیکھ آیا ہوں جو حضور نے نہ دیکھی" (کنز الایمان) ــــــــ معلوم ہے کہ یہ عرفان کہاں سے حاصل ہوتا ہے۔

ے جلا کر خرمنِ ہستی کو اُن کی دید کر اے دِل
تماشا آج بھی تو دیکھ لے گھر پھونک کر اپنا

## آیت نمبر ۲۱ :- قَالُوْا تَاللّٰهِ اِنَّكَ لَفِیْ ضَلٰلِكَ الْقَدِیْمِ ۝

(یوسف: آیت ۹۵)

- وہ بولے قسم اللہ کی تُو تو اپنی اُسی قدیم غلطی میں ہے (مولوی محمود حسن صاحب)
- وہ کہنے لگے کہ بخدا آپ تو اُسی پرانے غلط خیال میں مبتلا ہیں۔ (مولوی اشرف علی تھانوی صاحب)
- وہ بولے کہ واللہ آپ اُسی قدیم غلطی میں (مبتلا) ہیں (مولوی فتح محمد جالندھری صاحب)

- (لوگوں نے) کہا بخدا آپ تو اپنے اُسی قدیم وہم میں (مبتلا) ہیں۔ (مولوی عبدالماجد دریابادی صاحب)
- بخدا تم تو اب تک اپنے (اُسی) پرانے خبط میں پڑ رہے ہو (ابوالکلام آزاد)
- گھر کے لوگ بولے:۔ خدا کی قسم آپ ابھی تک اپنے اُسی پرانے خبط میں پڑے ہوئے ہیں (ابوالاعلیٰ مودودی صاحب)

اِن پورے نصف درجن وہابی مترجمین نے اللہ کے ایک معصوم اور گناہوں سے مطلقاً پاک نبی یعنی حضرت یعقوب علیہ السلام کے متعلق قرآنِ مجید کی ترجمانی کے پردے میں صاف لکھ دیا کہ وہ ——— اپنی اُسی قدیم غلطی میں ——— اپنے اُسی قدیم وہم میں ——— اپنے اُسی پرانے خبط میں مبتلا ہیں ——— یہ اللہ کے ایک برگزیدہ نبی کے متعلق لکھ گئے حالانکہ یہی الفاظ اگر ان میں سے کسی کے متعلق لکھ دیئے جائیں تو اُن کے معتقدین سر پھوڑنے کو تیار ہو جائیں گے، اِتنا شور مچائیں گے کہ آسمان سر پر اٹھائیں گے کہ دیکھیے جناب! ہمارے فلاں بزرگ کی توہین کی جا رہی ہے۔ ہمارے فلاں مدّظلہ العالی کی پگڑی اُچھالی جا رہی ہے۔ ہمارے فلاں ابن فلاں رحمۃ اللہ علیہ کی کردار کشی کی جا رہی ہے۔ ہمارے فلاں شیخ زمین و آسمان کی شان کو گھٹایا جا رہا ہے۔ ہاں اُن کے سرغنے اگر انبیائے کرام کی شان میں بھی گستاخانہ الفاظ لکھیں اور ڈنکے کی چوٹ شائع کریں تو کسی کو اتنا بھی حق حاصِل نہیں کہ یہی پوچھ سکے کہ حضورِ والا! یہ مشقِ ستم کس خوشی میں جاری کر رکھی ہے؟ جواب نہ ملنے پر آخر یہی عرض کیا جا سکتا

انہیں بھی تو دامن سے دھو ڈالیے گا
میرے خون کے کچھ نشاں اور بھی ہیں

وہابی مترجمین نے تو لفظ ضَلَال کی آڑ میں حضرت یعقوب علیہ السلام کی شان میں نازیبا الفاظ لکھ مارے لیکن شانِ نبوت کے شناسا امام احمد رضا خاں بریلوی سے پوچھتے ہیں کہ اُن کے نزدیک اِس آیت کا ترجمہ کیا ہے؛ ——— "بیٹے بولے،

خدا کی قسم، آپ اپنی اسی پرانی خود رفتگی میں ہیں "، کیوں جناب! اس ترجمے سے مقامِ نبوّت کی آشنائی واضح ہو رہی ہے یا نہیں؟ امام احمد رضا بھلا شانِ نبوت کا ادب کیوں نہ کرتے اور کرواتے جبکہ سب سے پہلے نبی یعنی حضرت آدم صفی اللہ علیہ السلام کی تعظیم سے انکار کرنے والا عزازیل سے ابلیس بنا اور اُن کی توہین کرنے کے باعث اُس کے گلے میں لعنت کا طوق ڈالا گیا تھا۔ نوریوں نے حضرت آدم کا ادب کیا اور اُن کے حضور تعظیماً سجدہ ریز ہو کر ہمیشہ کے لئے سرفراز ہو گئے تھے کیونکہ

ے
یہاں ہونا نہ ہونا ہے، نہ ہونا عین ہونا ہے
جسے ہونا ہو کچھ خاکِ درِ جاناں نہ ہو جائے

## آیت نمبر ۲۲:- کَذٰلِكَ كِدْنَا لِيُوْسُفَ (یوسف: آیت ۷۶)

- یوں داؤ بتا دیا ہم نے یوسف کو (مولوی محمود حسن صاحب)

اِس ترجمے کے اندر دو باتیں قابلِ اعتراض ہیں۔ جب داؤ برُے معنوں میں ہی استعمال ہوتا ہے تو پہلی قابلِ اعتراض بات یہ کہ اللہ تعالیٰ ہی نے حضرت یوسف علیہ السلام کو داؤ بتایا اور دوسری بات یہ کہ معصوم ہونے کے باوجود حضرت یوسف علیہ السلام نے داؤ کیا۔ کاش! یہ شیخ الہند کہلانے والے اِس لفظ کی جگہ کوئی مناسب لفظ لکھ دیتے جس سے نہ عظمتِ خداوندی پر کوئی دھبہ لگتا اور نہ اللہ کے ایک نبی کی شان پر۔ اُن کے معتقدین کی خدمت میں ہم تو مودبانہ یہی عرض کر سکتے ہیں:-

ع
چل یار ذرا شوخیٔ رفتار دیکھ کر

امام احمد رضا خاں بریلوی اِس آیت کا ترجمہ یُوں کرتے ہیں:- ـــــ " ہم نے یوسف کو یہی تدبیر بتائی " (کنز الایمان)

## آیت نمبر ۲۳:- وَلَقَدْ هَمَّتْ بِهٖ وَهَمَّ بِهَا لَوْلَا اَنْ رَّاٰ بُرْهَانَ رَبِّهٖ (یوسف: آیت ۲۴)

- اور البتہ عورت نے فکر کیا اُس کا اور اُس نے فکر کیا عورت کا، اگر نہ ہوتا یہ کہ دیکھے قدرت اپنے رب کی (مولوی محمود حسن صاحب)
- اور اُس عورت کے دِل میں تو اُن کا خیال جم ہی رہا تھا اور اِن کو بھی اُس عورت کا کچھ کچھ خیال ہو چلا تھا اگر اپنے رب کی دلیل کو اُنہوں نے نہ دیکھا ہوتا۔
(مولانا اشرف علی تھانوی صاحب)
- اور اُس عورت نے اُن کا قصد کیا اور انہوں نے اس کا قصد کیا، اگر وہ اپنے پروردگار کی نشانی نہ دیکھتے (مولوی فتح محمد جالندھری صاحب)
- اور اُس (عورت) کے دِل میں تو اِن کا خیال جم ہی رہا تھا اور انہیں بھی اُس (عورت) کا خیال ہو چلا تھا اور اگر اپنے پروردگار کی دلیل کو انہوں۔ نے نہ دیکھ لیا ہوتا۔
(مولوی عبد الماجد دریا بادی)

مذکورہ چاروں مترجم حضرات اِس بات پر متفق ہیں کہ جہاں زلیخا اِس بات پر تلی ہوئی تھی کہ حضرت یوسف علیہ السلام کو بُرے فعل کی طرف مائل و مجبور کرے وہاں حضرت یوسف علیہ السلام بھی اُس فعل کی جانب کسی قدر مائل ہو چکے تھے۔ کاش! یہ حضرات عصمتِ انبیاءؑ جیسے مسلّمہ عقیدے کو ملحوظِ خاطر رکھتے ہوئے حضرت یوسف پر بُرے فعل کی طرف کسی قدر مائل ہو جانے کا الزام نہ دھرتے اور مسلمانوں کی طرح عصمتِ انبیاءؑ کے عقیدے پر قائم رہتے۔ عقیدۂ رسالت کے پاسبان امام احمد رضا خاں بریلوی نے اِس آیت کا یوں ترجمہ کیا ہے:۔ "اور بے شک عورت نے اس کا ارادہ کیا اور وہ بھی عورت کا ارادہ کرتا اگر اپنے رب کی دلیل نہ دیکھ لیتا (کنز الایمان) ——— کیوں صاحبو! کیا اِس ترجمے میں بھی توہینِ نبوّت کا کوئی ذرا بھی کسی کو شائبہ نظر آتا ہے:۔

ہاں ہاں اُسی در کا مِرے ماتھے پہ نشاں ہے،
کرتے ہیں جہاں سجدے مسلمان ہزاروں

آیت نمبر ۲۴:۔ قَالَ فَعَلْتُهَا اِذًا وَّ اَنَا مِنَ الضَّآلِّيْنَ ۝ (الشعراء، آیت ۲۰)

- کہا کیا تو تھا میں نے وہ کام اور میں تھا چوکنے والا (مولوی محمود حسن صاحب)
- موسیٰ نے جواب دیا کہ اُس وقت وہ حرکت میں کر بیٹھا تھا اور مجھ سے غلطی ہوگئی تھی (مولوی اشرف علی تھانوی صاحب)
- کہا کہ (ہاں) وہ حرکت مجھ سے ناگہاں سرزد ہوئی تھی اور میں خطا کاروں میں تھا (مولوی فتح محمد جالندھری صاحب)
- (موسیٰ نے) کہا واقعی میں وہ حرکت کر بیٹھا تھا اور مجھ سے (نادانستہ) غلطی ہوگئی تھی (مولوی عبدالماجد دریابادی صاحب)
- کہاں ہاں اُس وقت میں نے وہ کام کیا تھا اور میں غلطی کرنے والا تھا (ابوالکلام آزاد صاحب)

یہ پانچوں مترجم بتا رہے ہیں کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام فرعون کے دربار میں اپنے غلط کار اور خطا کار ہونے کا اعلان کر رہے ہیں۔ اگر ان حضرات کے دلوں میں مقام رسالت کا تصوّر اور اس کا ادب ہوتا تو مِنَ الضَّآلِّیْنَ کا ترجمہ ایسے لفظوں میں کرتے کہ عصمت انبیاء پر عقیدہ قائم رہتا اور ادب کا دامن ہاتھوں سے نہ چھوٹتا۔ لیکن انہوں نے یہی کرنا تھا کیونکہ:۔

شعر
ٹھنڈے ہوئے بسمل تو ہزاروں ہی تڑپ کر
ٹھنڈا میرے قاتل کا مگر دل نہیں ہوتا

ملاحظہ ہو کہ امام احمد رضا خاں بریلوی اِس آیت کا ترجمہ کن لفظوں میں کرتے ہیں
" موسیٰ نے فرمایا: میں نے وہ کام کیا جب کہ مجھے راہ کی خبر نہ تھی "

شعر
اُنہیں جانا، انہیں مانا، نہ رکھا غیر سے کام
للہ الحمد میں دنیا سے مسلمان گیا

## آیت نمبر ۲۵: اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ ۝ (سورۃ الفاتحہ: آیت ۵)

- بتلا ہم کو راہ سیدھی (مولوی محمود حسن صاحب)

- بتلا دیجئے ہم کو رستہ سیدھا (مولوی اشرف علی تھانوی صاحب)
- ہمیں سیدھا راستہ دکھا (ابوالاعلیٰ مودودی صاحب)

نوٹ:۔ مودودی صاحب نے اس سے اگلی آیت صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْهِمْ کی تفسیر میں یہ بھی لکھا ہے:۔ "یہ اُس سیدھے راستے کی تعریف ہے جس کا علم ہم اللہ تعالیٰ سے مانگ رہے ہیں یعنی وہ راستہ جس پر ہمیشہ سے تیرے منظورِ نظر لوگ چلتے رہے ہیں۔ وہ بے خطا راستہ کہ قدیم ترین زمانہ سے آج تک جو شخص اور جو گروہ بھی اُس پر چلا وہ تیرے انعامات کا مستحق ہوا اور تیری نعمتوں سے مالا مال ہو کر رہا۔" (تفہیم القرآن، جلد اوّل، طبع یازدہم، ص ۴۵)

یہاں ایک حقیقت کی طرف بھی اشارہ کر دینا ضروری خیال کرتا ہوں کہ پروردگارِ عالم نے قرآنِ مجید میں یہ اعلان بھی فرمایا ہے:۔

| اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ وَرَضِیْتُ لَکُمُ الْاِسْلَامَ دِیْنًا ط (المائدہ : آیت ۳) | آج میں نے تمہارے لئے تمہارا دین کامل کر دیا اور تم پر اپنی نعمت پوری کر دی اور تمہارے لئے اسلام کو دین پسند کیا۔ |
|---|---|

سورۂ فاتحہ کی آیت ۵ میں ہم نے صراطِ مستقیم کی اپنے پروردگار سے دعا کی اور اگلی آیت میں خالق و مالک نے ہماری زبان سے اقرار کروالیا کہ صراطِ مستقیم کسی بھی جدید یا ماڈرن راستے کا نام نہیں بلکہ یہ وہی راستہ ہے جس پر قدیم زمانے سے انعام یافتہ لوگ چلتے آرہے ہیں اور سورۂ المائدہ کی اس آیت ۳ نے واضح طور پر بتا دیا کہ اُسی صراطِ مستقیم کا نام اسلام ہے، جو ہمارا دین ہے اور رحمتِ دوعالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پردہ فرمانے سے پہلے اللہ تعالیٰ نے ہمارے لئے ہمارے دین کو مکمل کر دیا تھا اور ہم پر اپنی یہ نعمت پوری کر دی تھی یعنی یہ دین اور یہ نعمت قرآنِ مجید کی شکل میں مکمل طور پر موجود ہے اور جہاں کوئی بات تشریح طلب ہے تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے قول یا فعل کے ذریعے اس کی تشریح فرما دی ہے۔ گویا قرآن مجید ایک مکمل کتابِ ہدایت ہے اور سنتِ رسول کی حیثیت اس کتابِ ہدایت

کے حواشی رکھا ہے۔ باقی اس کتاب ہدایت کا تتمہ فریضۂ عادلہ کی شکل ہیں ہے جس کا ظہور اجماعِ اُمّت یا قیاسِ مجتہد کی صورت میں ہوتا ہے ــــــ چودھویں صدی کے مجدّدِ برحق نے اِس آیت کا ترجمہ یُوں کیا۔ " ہم کو سیدھا راستہ چلا "

اب ہم سابقہ تینوں مترجمین کے ترجموں کے پیشِ نظر کچھ وضاحت چاہتے ہیں تاکہ کوئی صاحب اگر اس سلسلے میں ہماری تسلّی کر سکیں تو اُن کی نوازش ہوگی۔

۱۔ بتا ہم کو راہ سیدھی اور بتلا دیجئے ہم کو رستہ سیدھا، اِن دونوں ترجموں سے تو یہی محسوس ہوتا ہے کہ مذکورہ دونوں حضرات نے اسلام کو سیدھا راستہ تسلیم ہی نہیں کیا تھا۔

۲۔ اللہ تعالیٰ براہِ راست عام بندوں کو کچھ بھی نہیں بتایا کرتا۔ ہاں انبیائے کرام پر وحی بھیج کر اُن حضرات کی زبان سے دوسرے لوگوں کو بھی بتایا کرتا تھا۔ اب اِن دونوں حضرات کا دُعا کرنا کہ بتا ہم کو اور بتلا دیجئے ہم کو سے معلوم یُوں ہوتا ہے کہ شاید یہ کسی نبی کی آمد کے لئے دُعا کر رہے ہیں جو آکر انہیں سیدھا راستہ بتائے۔

۳۔ دونوں حضرات کے مذکورہ دعائیہ لفظوں سے تو یوں محسوس ہوتا ہے جیسے یہ دونوں ختمِ نبوت سے منحرف اور نئے نبی کی آمد کے متمنّی تھے۔

۴۔ مودودی صاحب دُعا کر رہے ہیں کہ ہمیں سیدھا راستہ دکھا۔ سوال پیدا ہوتا ہے کہ کتاب وسنّت کی شکل میں اللہ تعالیٰ نے انہیں سیدھا راستہ دکھایا نہیں تھا؟

۵۔ یہ الگ بات ہے کہ سورۂ فاتحہ کی آیت ۶ میں پروردگارِ عالم نے صراطِ مستقیم کا تعین بھی فرمادیا کہ سیدھا راستہ صرف اور صرف وہی ہے جس پر انعام یافتہ بندے ہمیشہ سے چلتے آرہے ہیں، جس کا مودودی صاحب نے خود بھی اسی آیت کی تفسیر میں اعتراف کیا ہے لیکن معلوم نہیں انہوں نے کس مفاد کی خاطر یا کس مصلحت کے تحت انعام یافتہ بندوں کے اُس قدیمی راستے کو چھوڑ کر سارے تیرہ سو سال کے بعد قرآن وحدیث کے اندر سے اپنے علم اور مطالعے کے زور

پر ایک نیا راستہ وضع کر کے ایجاد کیا اور خدا ہی بہتر جانتا ہے کہ وہ انعام یافتہ بندوں کے قدیمی راستے سے آخری دم تک کیوں دور رہے اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لگائے ہوئے شجرِ اسلام کو چھوڑ کر اسلام کے نام سے جو پودا خود مودودی صاحب نے لگایا تھا ساری عمر اُسی کی آبیاری کرتے رہے۔

قرآنِ کریم کے دوسرے اُردو ترجموں اور کنزالایمان کے بارے میں احقر کی جانب سے مذکورہ سطور کو محض ایک تعارفی نوٹ یا تمہید شمار کیا جائے۔ اِس سلسلے میں ہمارا ایک مبسوط مقالہ ایک طائرانہ نظر، قرآنِ مجید کے اُردو ترجموں پر کے نام سے منظرِ عام پر آنے کے لئے پر تول رہا ہے۔ خدا کرے کہ وہ جلد چھپ کر سامنے آجائے، آمین۔

رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ وَتُبْ عَلَيْنَا اِنَّكَ اَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ. وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلٰى حَبِيْبِهٖ مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ اَجْمَعِيْنَ

گدائے درِ اولیاء

**عبدالحکیم خاں اختر**

مجدّدی مظہری شاہجہان پوری

لاہور

۱۰ ربیع الثانی ۱۴۰۷ھ

مطابق ۹ دسمبر ۱۹۸۶ء

# علامہ اختر شاہجہان پوری مظہری مدظلہ کی

## (مطبوعہ وغیر مطبوعہ تصانیف و تراجم کی فہرست)

### ۱۔ مطبوعہ تصانیف

۱۔ حقانیتِ اسلام (شائع کردہ ادارہ سوادِ اعظم، لاہور ۱۹۶۵ء) — نایاب
(مرکزی مجلسِ امامِ اعظم لاہور، ۱۹۸۸ء) — زیرِ طبع

۲۔ اعلیٰ حضرت کا فقہی مقام (مرکزی مجلسِ رضا لاہور، ۱۹۷۱ء) — نایاب
دوبارہ مع اضافہ (فرید بک سٹال لاہور، ۱۹۸۶ء) — ۱۵ روپے

۳۔ مشعلِ راہ (ملنے کا پتہ " " ") — ۹۰ روپے

۴۔ تجلیاتِ امامِ ربانی (شائع کردہ مکتبہ نبویہ لاہور، ۱۹۷۸ء) — ۴۲ روپے

۵۔ امامِ اعظم مجدد الف ثانی کی نظر میں (" مرکزی مجلسِ امامِ اعظم ۱۹۸۶ء) — مفت

۶۔ اعلیٰ حضرت کی تاریخ گوئی (" ادارہ غوثیہ رضویہ لاہور ۱۹۸۶ء) — "

۷۔ کلمۂ حق ( " " ۱۹۸۷ء) — "

۸۔ خصائص کنز الایمان (" مرکزی مجلسِ امامِ اعظم مارچ ۱۹۸۶ء) — "

۹۔ سیرت امام احمد رضا ( " " " ) — زیرِ طبع

۱۰۔ مجددی عقائد و نظریات — "

۱۱۔ کیا تعظیم رسول شرک ہے؟ — "

۱۲۔ چودھویں صدی کا مجدد کون تھا؟ — "

۱۳۔ پروانۂ شمعِ رسالت — "

۱۴۔ شانِ احمد رضا — "

| نمبر | کتاب | | قیمت |
|---|---|---|---|
| ۱۵- | دنیائے اسلام کے امامِ اعظم | | زیرِ طبع |
| ۱۶- | کنز العرفان | (تقریباً چار سو حدیثیں تحقیقی حواشی کیساتھ) | ” |
| ۱۷- | بلبلِ باغِ رسول | (اعلیٰ حضرت کا امامِ نعت گویاں ہونا) | ” |

## ۲- مطبوعہ تراجم

| نمبر | کتاب | ناشر | قیمت |
|---|---|---|---|
| ۱۸- | ترجمہ جواہر البحار، جلد اوّل | (شائع کردہ مکتبہ حامدیہ، لاہور سنہ ۱۹۷۴ء) | ۲۴ روپے |
| ۱۹- | ترجمہ الشفاء، جلد اوّل | ( ” مکتبہ نبویہ لاہور سنہ ۱۹۷۹ء) | ۲۴ روپے |
| ۲۰- | ترجمہ و تحشیہ دُرّ المعارف | ( ” نوری کتب خانہ لاہور سنہ ۱۹۸۳ء) | ۳۰ روپے |
| ۲۱- | بخاری شریف مترجم، جلد اوّل | ( ” فرید بک سٹال لاہور سنہ ۱۹۸۲ء) | |
| ۲۲- | ” جلد دوئم | ( ” ” ) | ۳۴۵ روپے |
| ۲۳- | ” جلد سوئم | ( ” ” ) | |
| ۲۴- | مؤطا امام مالک مترجم جلد اوّل | ( ” ” سنہ ۱۹۸۳ء) | ۱۲۰ روپے |
| ۲۵- | ” جلد دوئم | ( ” ” ) | |
| ۲۶- | سنن ابن ماجہ، جلد اوّل | ( ” ” ) | ۱۵۰ روپے |
| ۲۷- | ” جلد دوئم | ( ” ” ) | |
| ۲۸- | سنن ابوداؤد مترجم ومحشی، جلد اوّل | ( ” ” سنہ ۱۹۸۵ء) | |
| ۲۹- | ” جلد دوئم | ( ” ” ) | ۳۳۰ روپے |
| ۳۰- | ” جلد سوئم | ( ” ” ) | |
| ۳۱- | مشکوٰۃ شریف مترجم جلد اوّل | ( ” ” سنہ ۱۹۸۶ء) | |
| ۳۲- | ” جلد دوئم | ( ” ” ) | ۲۱۰ روپے |
| ۳۳- | ” جلد سوئم | ( ” ” ) | |
| ۳۴- | طحاوی شریف مترجم، جلد اوّل | | زیرِ طبع |
| ۳۵- | ” جلد دوئم | | ” |
| ۳۶ | ” جلد سوئم | | ” |

۳۷ طحاوی شریف مترجم، جلد چہارم — زیر طبع

۳۸ مؤطا امام محمدؒ، مترجم — ״

۳۹ - مسلم شریف مترجم، جلد اوّل — ״

۴۰ - ״ جلد دوم — ״

۴۱ - ״ جلد سوم — ״

## ۳- غیر مطبوعہ تصانیف

| | | اندازاً صفحات |
|---|---|---|
| ۴۲ - | فاروقِ اعظم (تاریخی تذکرہ ہے جو ۱۳۹۸ھ میں لکھا گیا) | ۵۰۰ صفحات |
| ۴۳ - | مہرِ درخشاں (حضرت مجددؒ الف ثانی کا تذکرہ جو ۱۴۰۱ھ میں لکھا گیا) | ۷۰۰ ״ |
| ۴۴ - | عظیم الشان (شاہ ولی اللہ کا تذکرہ جو ۱۴۰۲ء میں لکھا گیا) | ۵۰۰ ״ |
| ۴۵ - | ثانی اثنین ابوبکر (حضور کے خلیفۂ اوّل کا تذکرہ جو ۱۴۰۳ھ میں لکھا گیا) | ۶۰۰ ״ |
| ۴۶ - | کھلا خط (اکابر دیوبند کی تکفیر کا عام فہم تجزیہ) | ۶۰۰ ״ |
| ۴۷ | منظر البیان (قرآنی معلومات کا تحقیقی کشکول) | ۹۰۰ ״ |
| ۴۸ - | منظرِ شریعت (فقہ حنفی کے مطابق مسائل کا جدید ترین مجموعہ) | ۸۰۰ ״ |
| ۴۹ - | دوسرا زلزلہ (دیوبندی عقائد اُن کے اپنے آئینے میں) | ۳۰۰ ״ |
| ۵۰ - | دلّی سے بالاکوٹ تک (سید احمد اینڈ کمپنی کی تحریکِ جہاد کے مقاصد) | ۵۰۰ ״ |
| ۵۱ - | تجلّیاتِ منظرِ اللہ (مرشدی و مولائی حضرت مفتیٔ اعظم دہلی کا تذکرہ) | ۳۰۰ ״ |
| ۵۲ - | تقویۃ کا تحقیقی جائزہ (نفسِ مضمون ظاہر ہے) | ۴۰۰ ״ |
| ۵۳ - | مودودیت کا علمی جائزہ ( ״ ) | ۷۰۰ ״ |
| ۵۴ - | صحابہ کرام مودودی صاحب کی نظر میں ( ״ ) | ۳۰۰ ״ |
| ۵۵ - | ایک طائرانہ نظر قرآنِ مجید کے اُردو ترجموں پر ( ״ ) | ۲۰۰ ״ |
| ۵۶ - | ایک طائرانہ نظر کتب احادیث کے اُردو ترجموں پر ( ״ ) | ۲۰۰ ״ |
| ۵۷ - | مسلمانوں کی اصلی جماعت | ۱۵۰ ״ |

| | | | |
|---|---|---|---|
| ۵۸۔ | قرآنی عقائد و نظریات | (نفسِ مضمون ظاہر ہے) | ۴۰۰ صفحات |
| ۵۹۔ | قرآنِ مجید کا ضابطۂ عبادت | ( ״ ) | ۴۰۰ ״ |
| ۶۰۔ | قرآنِ مجید کا ضابطۂ اخلاقیات | ( ״ ) | ۳۰۰ ״ |
| ۶۱۔ | قرآنِ مجید کا ضابطۂ معاملات | ( ״ ) | ۳۰۰ ״ |
| ۶۲۔ | قرآنِ مجید کا ضابطۂ تکفیر | ( ״ ) | ۱۵۰ ״ |
| ۶۳۔ | دو قومی نظریہ کیا ہے | ( ״ ) | ۲۰۰ ״ |
| ۶۴۔ | صحابۂ کرام حضرت مجدد الف ثانی کی نظر میں | ( ״ ) | ۱۵۰ ״ |
| ۶۵۔ | معجزات کا توحید و شرک سے تعلق | ( ״ ) | ۲۵۰ ״ |
| ۶۶۔ | بشریتِ انبیائے کرام | ( ״ ) | ۲۵۰ ״ |
| ۶۷۔ | امام احمد رضا کا معتدل مسلک | ( ״ ) | ۲۰۰ ״ |
| ۶۸۔ | امام احمد رضا اور مسئلہ بدعت | ( ״ ) | ۲۰۰ ״ |
| ۶۹۔ | امام احمد رضا اور شرک فروش ٹولہ | ( ״ ) | ۲۵۰ ״ |
| ۷۰۔ | امام احمد رضا کس کے ایجنٹ تھے | ( ״ ) | ۲۰۰ ״ |
| ۷۱۔ | امام زمانہ | (امام احمد رضا خاں کی انفرادیت) | ۳۰۰ ״ |
| ۷۲۔ | خرمنِ اسلام میں بولہبی کی چنگاری | (بعض گمراہ گروں کی نشاندہی) | ۴۰۰ ״ |
| ۷۳۔ | اسلام میں یہودیت کا پیوند | ( ״ ) | ۷۰۰ ״ |
| ۷۴۔ | شمعِ ہدایت | ( ״ ) | ۳۰۰ ״ |
| ۷۵۔ | تقدّس کے غبارے خوابوں کے سہارے | (بعض لوگوں کی ستم ظریفیاں) | ۲۰۰ ״ |
| ۷۶۔ | نظریاتی تضاد کا ایک منظر | ( ״ ) | ۱۵۰ ״ |
| ۷۷۔ | خوش فہمیوں کے ہوائی قلعے | ( ״ ) | ۲۰۰ ״ |
| ۷۸۔ | پھولوں کے ساتھ کانٹے | ( ״ ) | ۳۰۰ ״ |
| ۷۹۔ | موجودہ عیسائی اور بائیبل | ( ״ ) | ۳۰۰ ״ |

## ۴- غیر مطبوعہ تراجم

۸۰- فتوح الغیب (ارشادات سرکار غوثِ اعظم)

۸۱- الفتح الربانی ( " )

۸۲- شفاء السقام (مصنفہ امام تقی الدین سُبکی)

۸۳- رسالہ تہلیلیہ (مصنفہ حضرت مجدد الف ثانی)

۸۴- اثبات النبوۃ ( " )

۸۵- مبدأ و معاد ( " )

۸۶- معارفِ لدنیہ ( " )

۸۷- کوائف مذہب شیعہ ( " )

۸۸- مکاشفاتِ غیبیہ ( " )

۸۹- تبئیض الصحیفہ (مصنفہ امام جلال الدین سیوطی)

۹۰- الاصول الاربعہ (مصنفہ مولانا حسن جان سرہندی)

۹۱- شرح رباعیات (مصنفہ حضرت مجدد الف ثانی)

## ۵- زیرِ ترتیب کتابیں

۹۲- مسلکِ امام احمد رضا (اعلیٰ حضرت کے فتووں کی روشنی میں)

۹۳- بیانِ قدرت و اختیار (ذاتی و عطائی اختیارات پر تحقیقی مجموعہ)

۹۴- نظرِ النور (قرآن و حدیث کی روشنی میں نگاہِ مصطفیٰ)

۹۵- تجلیاتِ احادیث (احادیثِ مطہرہ کے ایمان افروز جلوے)

۹۶- ابرِ بخشش (پانچ بزرگوں کا اردو نعتیہ کلام)

۹۷- قادیانی دجال و کذاب (نفسِ مضمون ظاہر ہے)

۹۸- امام اعظم ابو حنیفہ ( " )

۹۹- واصفِ شاہِ ہُدیٰ (امام رضا کی نعت گوئی میں انفرادیت)

---

مرتبہ: عبدالستار طاہر عفی عنہ

مصطفےٰ لائبریری
زیرِ اہتمام
مصطفےٰ فاؤنڈیشن لاہور چھاؤنی
یہاں پر ہر شعبۂ ہائے زندگی سے متعلق مفید ترین کتب جس میں قرآنیات
تفاسیر احادیث سیرتِ طیبہ۔ فقہ۔ ردِ عقائدِ باطلہ۔ تاریخی و اصلاحی ناول
طب انسائیکلوپیڈیا۔ اسلامیات۔ فتاویٰ جات سوانحیات حکایات
رضویات کے علاوہ اخبارات اور رسائل و جرائد عوام الناس کے
مطالعہ کے لئے بلا معاوضہ موجود ہیں۔
اس کے علاوہ دروس قرآن و حدیث۔ تلاوت۔ نعت خوانی اور علمائے کرام
کی تقاریر پر مشتمل کیسٹ بھی موجود ہیں۔
نوٹ: لائبریری کے قیام سے لے کر اب تک کے اخبارات اور رسائل و جرائد
جلدوں کی صورت میں محفوظ ہیں۔
اوقاتِ لائبریری
روزانہ ۵ بجے شام تا ۹ بجے رات تک
مصطفےٰ لائبریری ۱۶۱ فاروق کالونی، والٹن روڈ
لاہور کینٹ، فون نمبر